رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷
Regd No P 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۳۱ ہجرت ۱۳۴۱ ہش ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ ۳۱ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۶ مئی بوقت ۸ بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل دوپہر تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی شکایت رہی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۲۹ مئی۔ حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل اور جناب ناظر صاحب امور عامہ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی علی الترتیب مورخہ ۲۴ و ۲۶ مئی کو پاکستان سے واپس بخیریت تشریف لے آئے ہر دو حضرات عارضی پاسپورٹ پر چند روز کے لئے اپنے رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

قادیان ۲۹ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

سکھوں کے گورو صاحب کی مسجد احمدیہ نیروبی (مشرقی افریقہ) میں آمد

(از مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق بی۔ ایس۔ سی مبلغ مشرقی افریقہ)

مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۶۲ء کو نامدھاری سکھوں کے گورو جگجیت سنگھ جی اپنے بھائی کے ہمراہ ہندوستان سے تین ہفتہ کے دورہ پر مشرقی افریقہ تشریف لائے۔ مقامی نامدھاری سکھوں نے جماعت احمدیہ کو بھی اپنے مذہبی لیڈر کے استقبال کے لئے ہوائی مستقر پر آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جماعت کی طرف سے مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل مبلغ یوگنڈا اور مکرم کبیر الدین صاحب بھٹی ایئر پورٹ پر ان کے استقبال کے لئے گئے اور ان کی آمد پر انہیں خوش آمدید کہا۔

یکم مئی کو ساڑھے پانچ بجے شام جماعت احمدیہ نیروبی نے گورو صاحب کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا۔ وقت مقررہ پر مکرم مولانا نور الحق صاحب انور امیر جماعتہائے احمدیہ کینیا گیٹ پر موجود تھے اور آپ کے ساتھ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل، مکرم حافظ سلیمان صاحب مبلغ کسومو، مکرم مولوی منیر الدین صاحب مبلغ ممباسہ۔ اور خاکسار جمیل الرحمٰن رفیق مبلغ مشرقی افریقہ بھی تھے باقی احباب جماعت دو رویہ قطاروں میں کھڑے تھے۔ جب گورو صاحب تشریف لائے تو انہیں گیٹ پر خوش آمدید کہا گیا۔ اور انہیں پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے سکھ رفقاء بھی تھے۔ گورو صاحب، سکھ مہمانان اور جماعت کے افراد سب جوتے دروازے پر اتار کر مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ تو مسجد بھر گئی گورو صاحب محراب کے قریب بیٹھ گئے آپ کی بائیں جانب مکرم مولانا نور الحق صاحب انور امیر جماعتہائے کینیا تھے۔ مسجد کی سادگی کو برقرار رکھا گیا اور کسی قسم کا تکلف یا نمائش نہیں کی گئی۔ اور اس بات کو گورو صاحب نے بہت سراہا۔

محترم مولانا صاحب موصوف امیر جماعتہائے احمدیہ کی زیر صدارت اس تقریب کا آغاز ہوا۔ مکرم حافظ محمد سلیمان صاحب مبلغ کسومو نے تلاوت قرآن پاک کی۔ اور موقعہ کے مناسب حال تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ بھی سنایا۔ سکھ حضرات ترجمہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور ان کے سیکرٹری نے بڑی خواہش سے یہ ترجمہ لے کر اپنے پاس رکھ لیا تلاوت کے بعد مکرم حمید احمد صاحب بھٹی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎ "بہی پاک چولہ ہے سکھوں کا تاج" کے چند اشعار بڑی خوش الحانی سے سنائے۔ ان اشعار نے گویا جادو کا سا اثر دکھایا۔ تمام سکھ صاحبان بہت متاثر تھے۔ اور تقریب کے اختتام پر سکھوں کے سیکرٹری صاحب نے بے اختیار وہ نظم مانگ لی) اس خوش کن آغاز کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف امیر جماعتہائے احمدیہ کینیا نے تقریر شروع فرمائی۔ آپ کی تقریر کا انداز نہایت مؤثر اور دلنشین تھا۔ اور ہر ہر فقرے پر سکھ حضرات جھوم اٹھتے تھے۔ آپ نے بتایا کہ توحید باری تعالیٰ کا ایک ایسا عقیدہ ہے جو مسلمانوں اور سکھوں میں مشترک ہے اور اسی وجہ سے سکھ مذہب اسلام کے بہت قریب ہے۔ آپ نے واضح طور پر بیان کیا کہ ہمارے نزدیک حضرت باوا نانک صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ انسان اور اس کے پیارے تھے۔

آپ کی تقریر قرآنی آیات اور گرنتھ صاحب کے شبدوں سے مزین تھی جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔ اور تقریب کے اختتام پر ایک سکھ سردار صاحب نے مکرم مولانا صاحب موصوف کو مخاطب کر کے کہا کہ

"مولوی صاحب آپ کا دچار بہت اونچا ہے"

آپ کی تقریر کے بعد گورو صاحب نے کچھ باتیں بیان کیں۔ آپ نے کہا کہ اصل میں مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان قریب کا تعلق ہے۔ اور اگر کبھی ان دونوں کے درمیان کوئی تلخی ہوئی ہے تو وہ بعض افراد کا ذاتی فعل تھا۔ آپ نے کہا کہ میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے یہ تقریب منعقد کی ہے۔ اور ایسی تقاریب کا انعقاد ہوتا رہنا چاہیئے تاکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہو سکیں۔

اس کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے جماعت کی طرف سے گورو صاحب اور تمام سکھ صاحبان کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ہماری درخواست پر ہماری مسجد میں تشریف لائے۔ اور آخر میں گورو صاحب اور ان کے بھائی کو مولانا صاحب موصوف نے کتاب "چونویں پھل" کا تحفہ پیش کیا۔ جسے انہوں نے خوشی کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے قبول کیا۔ اور اس طرح یہ دلچسپ تقریب جو دو قوموں کے درمیان امن، صلح اور آشتی کی داعی تھی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

درخواست ہائے دعا

۱۔ ربوہ میں محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل عیدالاضحیٰ سے ایک روز قبل سے بہت بیمار ہیں۔ اسہال اور خون آلود پیچش کی شکایت ہو گئی تھی اور بخار بھی ۱۰۱ درجہ تک تھا۔ اب طبیعت نسبتاً بہتر ہے لیکن ضعف بہت ہے احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

۲۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری کو گو پہلے سے افاقہ ہے لیکن ابھی سخت کمزوری ہے۔ مکان سے باہر نہیں جا سکتے نہ زیادہ کھڑے ہو سکتے ہیں اور نہ زیادہ چل سکتے ہیں۔ کبھی کبھی گھبراہٹ اور اختلاج بھی ہوتا ہے۔ احباب اس مخلص خادم سلسلہ کی کمالی صحت اور مزید خدمات سلسلہ کی توفیق پانے کے لئے دعا فرما دیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں یوم خلافت کی تقریب پر ایک پُروقار جلسہ

خلافت کی ضرورت و اہمیت اور اس کی برکات کے متعلق ایمان افروز تقاریر

رپورٹ مرسلہ مکرم بھائی اللہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ قادیان

قادیان دار الامان ۲۷ مئی۔ آج آٹھ بجے صبح لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام یوم خلافت کا شاندار جلسہ مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم حافظ اللہ دین صاحب نے فرمائی۔ پھر حافظ عبد الرحمن صاحب نے نظم پڑھی اور بعد ازاں صاحب صدر نے جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا۔ اور ۲۷ مئی کو گذشتہ انبیاء کی سنت کے مطابق سلسلۂ خلافت کا اجراء ہوا۔ اس وقت ہر احمدی خواہ وہ کسی خیال کا حامل تھا اپنے دل کی گہرائیوں میں ایک ضرورت اور پکار کو محسوس کر رہا تھا کہ کوئی شخص پردۂ غیب سے آکر جماعت کی باگ ڈور کو سنبھالے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام حاضرین کے دلوں کو حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جھکا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے خلیفہ بنانا چاہتے ہو تو ہر شخص کو میری زندگی میں عہدِ اطاعت کو نبھانا پڑے گا۔ چنانچہ بیعت ہوئی اور جماعت احمدیہ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام کیا تھا بعد میں اگرچہ کئی قسم کے اختلافات پیدا ہوئے اور مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا جن کا اصول قیام خلافت پر کوئی اثر نہیں۔ اور آج کا جلسہ اسی قسم کے غلط خیالات کے ازالہ کے لئے اور جماعت کے تمام افراد کو اس امر کے یاد دلانے کے لئے منعقد کیا جا رہا ہے کہ سلسلہ احمدیہ خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوا۔ اور مسیح موعود کی بعثت تکمیل اشاعتِ دین کے لئے۔ اس لئے آپ کے کام کو پورا کرنے کے لئے خلافت کی ضرورت ہے۔ اور ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنی آئندہ نسل کے دلوں میں اس امر کو راسخ کر دے کہ خلافت سے وابستگی اور اطاعت کو اپنا لائحہ عمل بنائے۔

خلافت کی اہمیت

اس کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے خلافت کی اہمیت کے موضوع پر تقریر شروع کی۔ آپ نے خلیفہ کے معنی جانشین اور قائمقام بیان کر کے خلافت کی تین اقسام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اور جن صفاتِ الٰہی کا اظہار ملائک بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے اظہار کے لئے انسان میں استعدادیں رکھی گئی ہیں۔ دوسری قسم کی خلافت قومی خلافت ہوتی ہے۔ اور ایک قوم کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو اس کا جانشین بنا دیتا ہے تیسری قسم کی خلافت نبی کی وفات کے بعد جاری ہوتی ہے۔ نبی اپنی طبعی عمر کے بعد وفات پا جاتا ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد اور تعلیمات کو جاری رکھنے اور پھیلانے کے لئے سلسلۂ خلافت کی ضرورت ہوتی ہے نبی کا کام تخم ریزی کرنا ہوتا ہے۔ مگر اس کی آبیاری اس کے خلفاء کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہؓ نے بلا اختلاف خلافت کو تسلیم کیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ آیت استخلاف میں خلافت کا وعدہ موجود ہے۔ اس طرح فاضل مقرر نے نہایت مدلل طور پر خلافت کی ضرورت بیان کی۔ تو ایک وجود آنحضرت صلعم کا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قلیل سے وقت میں سارے عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ پس جبکہ آپ کی قوت قدسیہ اعلیٰ ترین ہونے کے باوجود خلافت کے لئے روک نہیں بن سکتی۔ پھر کونسی بات خلافت کی عدم ضرورت کے متعلق تسلیم کی جا سکتی ہے۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے بیان کیا کہ نبی کی آمد گمراہی اور ضلالت کے زمانہ میں ہوتی ہے۔ نبی آن کر ظلمات کے پردہ کو چاک کرتا ہے۔ ایک انقلاب روحانیت پیدا کرتا ہے۔ اس نور کو پھیلانے اور انقلاب کو وسعت دینے کے لئے اس کی وفات کے بعد سلسلۂ خلافت جاری رہنا از حد ضروری ہے خلافت کے ذریعہ وہ محبوبِ حقیقی اپنا چہرہ اپنے بندوں کو دکھلاتا چلا جاتا ہے نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو اخوت و وحدت کے رشتہ میں جوڑ کر اس کی وفات کے بعد ان کو یتیمی کی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اس رشتۂ اخوت اور وحدت کو خلافت کے ذریعہ لمبا اور مستحکم کرتا چلا جاتا ہے تا ایک لمبے عرصہ تک روحانی جماعت نبی کی برکات سے مستفید ہوتی رہے اور وہ مقاصد اکمل و اتم رنگ میں پورے ہوں جو اس نبی کی بعثت سے پیش نظر تھے۔

برکاتِ خلافت

دوسرے نمبر پر مولوی عمر علی صاحب فاضل بنگالی نے برکاتِ خلافت کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے آیت استخلاف سے استنباط کرتے ہوئے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فتنۂ ارتداد ایک خوفناک صورت میں کھڑا ہوا جس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی جرأت مندی سے دور فرمایا۔ خلفاء راشدین کے زمانہ میں کثرت سے فتوحات حاصل ہوئیں اور اسلام دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا چلا گیا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد منکرین خلافت نے اپنی اکثریت کا دعویٰ کیا۔ مگر جلد ہی وہ وقت بھی آگیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکی اکثریت کو اقلیت سے بدل جانے کا اعتراف خود ان کے مونہوں اور قلموں سے کروا دیا۔ جماعت احمدیہ نے خلافت کے زیر سایہ ہر طرح سے مالی اور تنظیمی ترقی کی۔ مختلف قسم کے شعبہ جات اور ادارہ جات قائم ہوئے۔ غیر ممالک میں کثرت سے تبلیغی مشن کھلے اور مساجد کی تعمیر ہوئی۔ ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں کے سر اٹھانے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے برحق خلیفہ کی تائید کی اور تمام مواقع پر فتنہ پردازوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ ہمیشہ ہی خوف کو امن سے بدل دیا اور جماعت کو الٰہی نصرت پر یقین دلا کر بام عروج پر پہنچا دیا۔

اس کے بعد عزیز حمید الدین نے خلافت کے بارہ میں نظم پڑھی اور بعد میں مکرم مولوی کریم الدین صاحب فاضل نے

خلیفہ خدا ہی بناتا ہے

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے روحانی سلسلہ کی قانون قدرت سے مطابقت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ نبی کی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ جو کام شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وفات کے بعد خلافت کے ذریعہ پورا کرتا ہے۔ اور مومنوں کے دلی رجحان کو خلیفہ کی طرف پھیر دیتا ہے۔ آپ نے آیت استخلاف کے لفظ لیستخلفنّهم سے استنباط کرتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنانے کا کام خود اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ گو اس کی انجام دہی ایک پہلو سے وہ مومنوں کے ذریعہ کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلفاء کے سلسلہ کی بشارت دی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتب میں بیان فرمایا کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ اسی طرح قدرت ثانیہ کا قیام فرمائے گا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ابوبکرؓ کے ذریعہ فرمایا تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اور میرے بعد بھی وہی خلیفہ بنائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کارہائے نمایاں

چوتھی تقریر مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل نے مندرجہ بالا عنوان پر کی۔ آپ نے سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات تلاوت کر کے کہا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کے چار کام تلاوتِ آیات۔ تزکیہ نفس تعلیم کتاب اور حکمت بیان کئے ہیں۔ اور یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ جنہیں دوسرے لفظوں میں تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے نام سے پکارا جا سکتا ہے۔ تبلیغ جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم طور پر بیان کیا ہے کا ذکر کرتے ہوئے مقرر نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس عہد کا ذکر کیا جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر حضور کے جسد اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر ان الفاظ میں کیا تھا کہ خواہ ساری جماعت مرتد ہو جائے تب بھی میں اس وقت تک تبلیغ جاری رکھوں گا جب تک صداقت دنیا میں قائم نہیں ہو جاتی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ کا وہ طریق اختیار کرو جو قرآن نے بتایا ہے!

ہر رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو اور ہر دوست اپنے دوست کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے حق پہنچائے

انذر عشیرتک الاقربین کی لطیف تفسیر

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

تفسیر کبیر میں تذکرۃ العصر آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"رشتہ داری بڑا بھاری اثر رکھتی ہے۔ اور خونی تعلق کبھی کبھی ایسی قربانیاں بھی کروا لیتا ہے۔ جو دوسرے حالات میں ناممکن نظر آتی ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ۔ اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو دُنیا کے کونے کونے کے لوگوں کو ڈرا۔ لیکن پہلے

اپنے عزیزوں کو ڈرا

اس لئے کہ ان کا تجھ پر دوہرا حق ہے ایک حق تو یہ ہے کہ باقی دنیا کی طرح یہ بھی تباہ ہو رہے ہیں۔ اور ایک حق یہ ہے کہ یہ تیرے رشتہ دار ہیں اور اُن کے باپ دادوں نے تیرے ساتھ کبھی حسن سلوک کیا تھا۔ انگریزی میں مثل مشہور ہے کہ "Charity begins at Home" یعنی صدقہ وخیرات پہلے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح وعظ و نصیحت کا سلسلہ بھی ہمیشہ گھر سے ہی شروع ہونا چاہیئے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی اس طرح تعمیل کی کہ آپ مکہ کے دستور کے مطابق کوہ صفا پر کھڑے ہو گئے۔ اور آپؐ نے مختلف قبائل کو نام لے لے کر بلانا شروع کیا۔ پہلے آپؐ نے آلِ غالب کو بلایا اور وہ مسجد حرام سے نکل کر کوہِ صفا کے دامن میں آ گئے۔ اس وقت ابولہب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا آلِ غالب تو آ گئے ہیں آپ نے جو کچھ کہنا ہے کہہ دیں مگر آپؐ نے ابولہب کی بات کی طرف توجہ نہ کی۔ اور دوسرے قبیلہ کے افراد کو آپ نے آواز دی۔ وہ پہنچ گئے تو ابولہب نے پھر کہا کہ اب تو دوسرا قبیلہ بھی آ گیا ہے اب تو آپ بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کی بات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور آلِ مرہ کو آواز دی چنانچہ وہ بھی آ گئے۔ پھر آپؐ نے آلِ کلاب اور آلِ قصی کو بلایا۔ یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے۔ اور جو لوگ خود نہ آ سکے انہوں نے اپنا ایلچی بھیج دیا تاکہ وہ معلوم کرکے انہیں اطلاع دے کہ آج انہیں کس غرض کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ جب مکہ کے تمام قبائل قریش سمیت جمع ہو گئے تو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے خطاب شروع کیا

اور فرمایا۔ دیکھو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری اس بات کو مانو گے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم آپ کی بات ضرور مانیں گے۔ کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کو راستباز پایا ہے۔ مکہ کے حالات سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مطالبہ درحقیقت ایسا ہی تھا جیسے کسی ناممکن چیز کو ممکن تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔ کیونکہ مکہ کے لوگوں کے جانور اس وادی میں چرا کرتے تھے اور وہ ایسا علاقہ ہے کہ اس میں کسی لشکر کا چھپ رہنا ناممکنات میں سے ہے۔ مگر ان لوگوں پر

آپؐ کی راستبازی

کا اسقدر اثر تھا کہ انہوں نے کہا خواہ ہماری آنکھیں اس بات کو تسلیم نہ کریں ہم آپ کی بات کو ضرور مانیں گے کیونکہ آپ کی راستبازی ہمارے نزدیک مسلّم ہے جب انہوں نے رسول کریم کے متعلق یک زبان ہو کر اپنے اس یقین اور اعتماد کا اظہار کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو سنو میں تمہیں ایک اہم خبر سناتا ہوں اور وہ خبر یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پس میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم اگر اللہ تعالےٰ کے عذاب سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو

میری اتباع کرو

آپ کا یہ کہنا تھا کہ ابولہب جوش سے کہنے لگا تَبًّا لَکَ سَائِرَ الۡاَیَّامِ اَلِھٰذَا جَمَعۡتَنَا۔ یعنی نعوذ باللہ تجھ پر ہلاکت ہو۔ اتنی سی بات کیلئے تو نے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔ اور اسی طرح دوسرے لوگ ہنسی مذاق کرتے اور تمسخر اڑاتے ہوئے منتشر ہو گئے۔ مگر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کی مخالفت اور تمسخر اور استہزاء کے باوجود اشاعت توحید کے کام کو جاری رکھا اور متواتر لوگوں کو پیغامِ حق پہنچاتے رہے تو اللہ تعالےٰ نے انہی میں سے ایسے لوگ پیدا کر دیئے جنہوں نے اسلام کی اشاعت کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان پر کچھ نہ کچھ

بیداری کے اوقات

بھی آتے ہیں۔ اور جب کسی پر بیداری کی گھڑی آتی ہے اس کے دل کی کھڑکی کھلتی ہے۔ تو وہ سچائی کو قبول کر لیتا ہے۔ آخر وہ لوگ بھی تھے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے دن ایمان لائے۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ۔ اور وہ لوگ بھی تھے جو آپؐ پر کئی سال بعد ایمان لائے۔ جیسے حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہ۔ بیشک خالد بن ولیدؓ میں پہلے سال بھی عقل موجود تھی۔ لیکن فرق یہ تھا کہ پہلے سال اُن کے دل کی کھڑکی نہیں کھلی تھی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ میں بھی عقل موجود تھی۔ جو انہیں پہلے سال مسلمان بنا سکتی تھی لیکن اُن کے دل کی کھڑکی بھی نہیں کھلی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ کی کھڑکیاں کھلی تھیں۔ اس لئے وہ پہلے دن ہی ایمان لے آئے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں تو اُن سب نے آمنا و صدقنا کہا۔ لیکن کچھ لوگوں کی کھڑکیاں ایک سال بعد کھلیں کچھ لوگوں کی کھڑکیاں دو سال بعد کھلیں کچھ لوگوں کی کھڑکیاں چار سال بعد کھلیں اور بعض لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب ایمان لائے۔ پس

کھڑکی کھلنے کی بات

ہے ورنہ صداقت کبھی اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔

میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے دوستوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ وہ

اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ

نہیں کرتے اور ان پر اتنا دباؤ نہیں ڈالتے جتنا ڈالنا چاہیئے۔ میں نے ایک دفعہ اس پر خاص طور پر زور دیا اور بعض احمدیوں نے ایسا کیا تو اس کا نمایاں اثر ہوا۔ چنانچہ ایک احمدی دوست نے بتایا کہ میں ایک دن اپنے ایک رشتہ دار کے گھر میں بیٹھ گیا اور اُسے کہہ دیا کہ یا تو تم مجھے اپنا ہمخیال بنا لو اور یا تم احمدی بن جاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے دلائل چونکہ معقول تھے وہ اُس پر اثر کر گئے اور وہ احمدی ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیں سمجھا دے کہ ہم غلطی پر ہیں تو ہمیں اُس کی بات ماننے میں کوئی عذر نہیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جماعت کے دوست دلیری سے کام نہیں لیتے۔ آخر یہ صاف بات ہے کہ جس کی دلیل پختہ ہوگی وہ یقیناً دوسرے شخص کو اپنی طرف مائل کر لیگا۔ پس اگر لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں کے پاس جائیں تو یقیناً لاکھوں لاکھ لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ آگے پھر اُن کے رشتہ دار ہوں گے جنہیں وہ تبلیغ کریں گے۔ اور اس طرح یہ سلسلہ اتنا غیر معمولی وسیع ہو سکتا ہے کہ ہمارے احساس اور اندازہ سے بھی بالا ہو سکتا ہے۔ آخر غور کرو کہ کیا صحابہؓ نے تبلیغ کی تھی یا نہیں۔ مگر کیا صحابہؓ کے پاس پریس ہوا کرتے تھے کیا اُن کے ہاں کتابیں چھپا کرتی تھیں۔ کیا وہ

تنخواہ دار مبلّغ

رکھا کرتے تھے۔ کیا اُن کے ہاں جلسے ہوا کرتے تھے جو ان میں سے کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف یہی ہوتا تھا کہ بھائی اپنی بہن کو ملنے گیا۔ تو وہ پوچھتی کہ بھائی تم نے اپنے باپ دادے کے مذہب کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ وہ جواب دیتے کہ میں تو اپنے باپ دادے کی خدمت کر رہا ہوں۔

لیکن بُتوں کو خدا کا شریک بنا لینا بڑی بھاری غلطی ہے۔ بُت ہمیں کیا دے سکتے ہیں۔ دینے والا تو صرف خدا ہے اس طرح وہ توحید کا سبق سکھاتا اور پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دوسرا شخص بھی مان لیتا۔ نہ کوئی تقریریں کرتا تھا نہ لٹریچر شائع کرتا تھا نہ جلسے منعقد کرتا تھا۔ خود بخود رشتہ داروں سے میل جول اور ملاقات کے ذریعہ ہی سلسلہ وسیع ہوتا چلا جاتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں سے بعض نے اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرنی چھوڑ دی ہے اور اپنے تعلقات ایسے محدود کر لئے ہیں کہ گویا وہ اپنے رشتہ داروں سے بالکل کٹ چکے ہیں۔ حالانکہ مذہب اور اخلاق کا تقاضا اور شرعاً ان کا فرض تھا کہ وہ بار بار اپنے رشتہ داروں سے ملتے اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر وہ احمدی ہوتے ہیں اور ادھر اپنے رشتہ داروں سے بچنا شروع کر دیتے ہیں۔ تم اپنے آپ کو اتنا کمزور کیوں سمجھتے ہو۔ تمہارے پاس ایمان ہے۔

تمہارے پاس زندہ صداقت ہے

تمہارے پاس تازہ معجزات اور نشانات ہیں۔ تمہارے پاس خدائی تائید کے نشانات ہیں۔ تمہارے اندر تو اتنی دلیری ہونی چاہیئے کہ اگر تمہارا کوئی چچا ایسا ہے جس سے تم دس سال سے نہیں ملے۔ تو احمدی ہونے کے فوراً بعد اس کے پاس جاؤ۔ اس سے اپنے تعلقات بڑھاؤ اور اُسے اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کرو۔ اگر تم اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرنا شروع کر دو تو میں سمجھتا ہوں کہ پچاس لاکھ احمدیوں کا رشتہ دار اس ملک میں موجود ہوگا۔ پس تمہیں غیروں کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں تم اپنے پچاس لاکھ رشتہ داروں کے پاس جاؤ اور حق ان پر واضح کرو۔ یہی کام اتنا بڑا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک تمہیں اس کام سے فرصت نہیں مل سکتی۔ اور جب تم ان پچاس لاکھ کو احمدی بنا لو گے تو ان پچاس لاکھ سے دو کروڑ اور رشتہ دار نکل آئیں گے جن کو سمجھانے کے لئے پھر تمہیں ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ پس تم تبلیغ کا وہ طریق اختیار کرو جو قرآن کریم نے اس آیت میں بتایا ہے۔ جب تم اپنے رشتہ داروں سے ملو گے اور اُن کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرو گے تو تم دیکھو گے کہ اُن میں سے ہزاروں ہزار سعید روحیں احمدیت کو قبول کرنے کے لئے دوڑتی چلی آئیں گی اور اگر احمدیت کو قبول نہیں کریں گی تو کم از کم سلسلہ پر اعتراض کی آئندہ انہیں جرأت نہیں ہوگی۔

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ جب

میں حج کے لئے گیا

تو میں مصر کے راستہ گیا تھا۔ اصل میں میری سکیم یہ تھی کہ میں مصر میں عربی تعلیم حاصل کروں گا اور اگلے سال حج کروں گا مگر اتفاقاً قاہرہ جانے سے پہلے میں پورٹ سعید میں ٹھہر گیا۔ اُسی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم نے حج کرنا ہے تو سب سے پہلے جہاز میں چلے جاؤ۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ٹکٹ لیا اور تین چار دن کے بعد جو جہاز جانے والا تھا اس میں حج کے لئے سوار ہوگیا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ مصر کے لوگ ایک دو سال تک حج کے لئے نہ جا سکے۔ اس سفر میں میرے ساتھ دو مسلمان اور ایک ہندو بیرسٹر بھی تھے۔ اُن کو کسی طرح پتہ لگ گیا کہ میں احمدی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے

میرے ساتھ بحث

شروع کر دی۔ مگر میں نے انہیں یہ پتہ نہ لگنے دیا کہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا لڑکا ہوں۔ آخر بڑھتے بڑھتے انہوں نے نہایت ناشائستہ اعتراضات شروع کر دیئے۔ میں پھر بھی دلیل کے ساتھ اُن کے اعتراضات کو رد کرتا رہا۔ گیارہ دن میں ہم پورٹ سعید پہنچے ہم نے اپنا بھاری سامان پورٹ سعید میں رکھوا دیا۔ جب میں گودام سے اپنا ٹرنک نکلوا کر باہر نکلا۔ تو اتفاقاً میرے ٹرنک پر کسی نے مرزا بشیر الدین محمود احمد (Son of The Founder of The Ahmadiyya Movemant) لکھا ہوا تھا۔ میں جہاز کی سیڑھیوں سے اتر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ وہ تینوں سرپٹ دوڑے میری طرف چلے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ کہنے لگے معاف کیجئے۔ ہم نے بڑی بے وقوفی کی۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ کہنے لگے ہم آپ سے بڑی گستاخی سے باتیں کرتے رہے۔ اگر ہمیں پتہ لگ جاتا کہ آپ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے فرزند ہیں تو ہم اپنے خیالات کے اظہار میں ناشائستہ طریق کبھی اختیار نہ کرتے میں نے کہا آپ جسمانی تعلق کو زیادہ اہم سمجھتے ہیں اور میرے نزدیک روحانی تعلق زیادہ اہم ہوتا ہے۔ بہرحال میں نے اس کا اظہار اس لئے نہیں ہونے دیا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کے دل میں جو اعتراضات ہیں وہ سامنے آ جائیں۔ تو جب مذہبی بات چیت کی جائے دوسرا شخص بعض دفعہ غصہ بھی نکال لیتا ہے برا بھلا بھی کہہ لیتا ہے۔ لیکن اگر دل میں خشیت پیدا ہو جائے تو پھر وہ معذرت بھی کرنے لگتا ہے۔ ہم نے کئی ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو سلسلہ کو شدید گالیاں دیا کرتے تھے۔ مگر پھر وہ اخلاص کے ساتھ اس جماعت میں شامل ہوئے اور انہوں نے اپنے تعلقات کو آخر تک بڑی وفاداری سے نبھایا

تغیر لمحوں میں آتا ہے

حضرت عمرو بن العاص رضؓ جب وفات پانے لگے تو انتہائی کرب کی حالت میں رونے لگ گئے۔ اُن کے لڑکے نے انہیں کہا کہ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی خدمت کی بڑی توفیق بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہتر بدلہ دے گا۔ انہوں نے کہا اصل بات یہ ہے کہ مجھ پر دو زمانے گذرے ہیں۔ ایک زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کا اتنا بغض میرے دل میں پایا جاتا تھا کہ میں نے انتہائی نفرت کی وجہ سے کبھی آنکھ اٹھا کر آپ کی شکل نہیں دیکھی۔ پھر خدا نے مجھے ہدایت دی اور میرے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتنی محبت پیدا ہوگئی کہ فرطِ محبت اور عشق کی وجہ سے مجھے کبھی جرأت نہیں ہوئی کہ میں آنکھ اٹھا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ سکوں۔ چنانچہ اب اگر مجھ سے کوئی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ

پوچھے تو میں بتا نہیں سکتا۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد ہم سے کئی غلطیاں ہوئیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اُن غلطیوں کا خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ تو دیکھو ایک ایسا شخص جس کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا بغض تھا کہ وہ آنکھ اٹھا کر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتا تھا۔ ایک دن اُس کے دل میں اتنا عشق پیدا ہوگیا کہ پھر اس عشق کی وجہ سے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سرسری طور پر تو انہوں نے آپ کو دیکھا ہوگا۔ لیکن پوری شکل دیکھنے کی انہیں ہمت نہیں پڑی پس لوگوں کی ہدایت سے مایوس مت ہو۔ اور اس غرض کیلئے سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کے پاس جاؤ۔ تمہارے اپنے بھائی بہنیں سالے خسر اور دوسرے رشتہ دار موجود ہیں۔ تم اُن کے پاس جاؤ اُن سے اپنے تعلقات کو وسیع کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ

تمہاری تبلیغ میں برکت

پیدا کر دیتا ہے۔

مجھے یاد ہے میں چھوٹا تھا اور اپنے ایک رشتہ کی نانی کے ہاں دلی میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اُن کے ایک بھائی حیدر آباد دکن سے اُن کے ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے ایک دن مجھے بلایا اور کہا۔ میاں تمہارا اور دوسرے مسلمانوں کا آپس میں کس بات کا اختلاف ہے۔ میں اُس وقت زیادہ علمی باتیں تو جانتا نہیں تھا۔ میں نے کہا۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ کہنے لگے۔ تم کس طرح کہتے ہو کہ

عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں

میں نے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ میں نے کہا دیکھئے اس میں صاف لکھا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور پھر تمہیں اپنی طرف اُٹھاؤں گا پس وفات پہلے ہے اور رفع بعد میں۔ اس پر باوجود اس کے کہ وہ ستر سال کے بڈھے تھے کہنے لگے تمہاری باتیں تو سب معقول ہیں۔ پھر مولوی کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ ہماری نانی بڑی متعصب تھیں وہ غصہ سے کہنے لگیں کہ آ گئے ہو لڑکے کا دماغ خراب ہے اور اب تم اس کو اور خراب کر رہے ہو اب دیکھو وہ حیدر آباد دکن سے اپنی بہن کو ملنے آئے تھے اور میں ایک چھوٹا بچہ تھا۔ مگر محض اس وجہ سے کہ میں اُن کی بہن کا نواسہ بلکہ پڑنواسہ تھا انہوں نے مجھ سے بات پوچھ لی۔ اگر ایک چھوٹے بچے سے بات پوچھی جا سکتی ہے تو اپنے جوان اور بالغ داماد سے اپنے خسر سے۔ اپنی ساس سے۔ اپنے چچا اور ماموں سے کیوں دریافت نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب وہ تم سے کوئی بات دریافت کریں گے تو اُن کی مثال اس شخص کی سی ہو جائے گی۔

جو کمبل کو تو چھوڑنا چاہتا تھا مگر کمبل اُسے نہیں چھوڑتا تھا۔

کہتے ہیں کسی نہر کے کنارے دو شخص جا رہے تھے سردی کا موسم تھا کہ ایک شخص نے نہر میں کمبل تیرتے دیکھا وہ دراصل ریچھ تھا مگر اُس نے غلطی سے اُسے کمبل سمجھ لیا اُس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میں نہر سے کمبل نکال لوں تم ذرا ٹھہرو۔ جب وہ نہر میں کودا اور اُس نے ... پکڑا

کمبل پکڑنا چاہا

تو ریچھ کی سرکشی سے ریچھ کے ہاتھ پاؤں جو سردی کی وجہ سے سکڑے ہوئے تھے کھل گئے اور اُس نے آدمی کو پکڑ لیا۔ اب باہر والے نے آوازیں دینی شروع کیں کہ جلدی باہر نکلو سفر خراب ہو رہا ہے۔ اگر کمبل ہاتھ نہیں آتا۔ تو اُسے چھوڑ دو۔ اور باہر آ جاؤ۔ وہ کہنے لگا کہ میں تو کمبل کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں مگر کمبل مجھے نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح پہلے وہ تم سے پوچھیں گے کہ بتلایئے آپ کے کیا اعتقادات ہیں مگر اس کے بعد تمہارے لئے

تبلیغ کا ایسا رستہ

کھل جائے گا کہ جس پر نہ شرعی طور پر کوئی اعتراض ہوگا اور نہ قانونی طور پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ جب وہ آپ سے سوال کریں گے تو کونسا مولوی انہیں کہہ سکتا ہے کہ ان کی بات نہ سنو۔ اگر کوئی کہے بھی تو وہ کہے گی یہ میرا بچہ ہے میں نے اس سے ایک بات پوچھی ہے۔ تم مجھے روکنے والے کون ہو۔ اور چونکہ حق تمہارے ساتھ ہے۔ اس لئے آخری نتیجہ یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایک دن اس کا دل بھی کھول دے گا۔ اور اُسے کھینچ کر صداقت کی طرف لے آئے گا

یہ امر یاد رکھو کہ

تبلیغ کوئی وقتی چیز نہیں

بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تمہارے ماننے والے نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ اب اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ ہمیشہ ایسے آدمی موجود رہیں گے جو حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے اور جب حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے تو جو لوگ مسیح کو نہیں مانیں گے وہ قرآن کریم کو بھی نہیں مانیں گے پس لازماً قیامت تک کچھ ایسے لوگ موجود رہیں گے جو اسلام میں داخل نہیں

ہوں گے تو اُن کو منوانے کے لئے تبلیغ کی بھی ضرورت رہے گی۔ ہمارے ملک میں لڑکیاں ایک کھیل کھیلتی ہیں۔ اب تو وہ کھیل کھیلتے میں نے لڑکیوں کو نہیں دیکھا لیکن پہلے اس کھیل کا رواج زیادہ تھا۔ وہ کھیل اس طرح ہوتی ہے کہ پانچ چھ لڑکیاں ایک طرف کھڑی ہو جاتی ہیں اور پانچ چھ لڑکیاں دوسری طرف کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف کی لڑکیاں دوسری طرف کی لڑکیوں کے پاس آتی ہیں۔ تو وہ مثلاً ان سے رشتہ مانگتی ہیں یا کوئی اور چیز مانگتی ہیں۔ بہر حال وہ سائل بن کر آتی ہیں۔ اور اپنا سوال پیش کرتی ہیں تو دوسری طرف کی لڑکیاں کہتی ہیں ہم نے نہیں دینا۔ اور جب وہ کہتی ہیں نہیں دینا تو کھیل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک طرف کی لڑکیاں کہتی ہیں "نہیں دینا" اور دوسری طرف کی لڑکیاں کہتی ہیں "لے کے رہنا" اور دیر تک یہ مشغلہ جاری رہتا ہے۔ دونوں فریق اپنی ضد پر مصر رہتے ہیں۔ اسی طرح

قرآن کریم کہتا ہے

کہ قیامت تک کچھ لوگ ایسے موجود رہیں گے جو کہیں گے ہم نے نہیں ماننا۔ پس تمہارا بھی یہی کام ہے کہ تم کہو کہ ہم نے منوا کر چھوڑنا ہے۔ تمہارا ایمان اور جذبہ بہر حال چھوٹی بچیوں سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ تمہاری غیرت ان سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ اگر ان میں سے ایک فریق کہتا ہے کہ ہم نے نہیں دینا تو دوسری لڑکیاں کہتی ہیں کہ ہم نے لے کر جانا ہے۔ اسی طرح تمہارا بھی یہ کام ہے کہ اگر کچھ ایسے لوگ ہوں جو کہیں ہم نے نہیں ماننا تو تم کہو ہم نے منوا کر چھوڑنا ہے اور اپنے اس عزم کو کبھی ترک نہیں کرنا۔

میں نے دیکھا ہے لوگ عام طور پر یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی بھتیجے یا دوسرے رشتہ دار ہماری بات نہیں سنتے یا ہماری تبلیغ کا اُن پر

کوئی اثر نہیں ہوتا

مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ آخر وہ بھی تو کسی کے بھائی تھے وہ بھی تو کسی کے بھتیجے تھے۔ وہ بھی تو کسی کے بھانجے تھے۔ وہ بھی کسی کے داماد یا خاوند تھے۔ پھر اگر انہیں خدا تعالیٰ نے

ہدایت دیدی تو انکے رشتہ داروں کو کیوں ہدایت نہیں مل سکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ جماعت کے دوست اپنے رشتہ داروں اور قریبی دوستوں کو صحیح طور پر تبلیغ ہی نہیں کرتے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اُن پر اثر نہ ہو۔ آخر ہر رشتہ دار کا اپنے رشتہ دار پر اور ہر دوست کا اپنے دوست پر اور ہر بھائی کا اپنے بھائی پر حق ہوتا ہے۔ دنیا میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہو سکتی جو یہ کہے کہ میرا خاوند خواہ جہنم میں چلا جائے مجھے اسکی پرواہ نہیں اور نہ کوئی خاوند ایسا ہو سکتا ہے۔ جو کہے کہ خواہ میری بیوی جہنم میں چلی جائے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ پس خاوند کا اپنی بیوی کو یا بیوی کا اپنے خاوند کو حق بات پہنچانا دراصل تبلیغ کرنا نہیں بلکہ اپنے فرض کو ادا کرنا ہے اسی طرح بھائی کا اپنے بھائی کو حق پہنچانا تبلیغ کرنا نہیں کہلا سکتا بلکہ بھائی کا اپنے بھائی کو حق پہنچانا فرض ہے۔ اسی طرح دوست کا اپنے دوست کو حق پہنچانا تبلیغ نہیں بلکہ اس کا فرض ہے اور اگر وہ اپنے اس فرض کو ادا نہیں کرتا تو وہ دوست نہیں بلکہ دشمن سمجھا جائے گا۔ اور اس کا دوست بھی اُسے

اپنا خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ قرار دے گا کہ اُس نے سچائی سے محروم رکھا۔ اگر اس رنگ میں ہر رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو اور ہر دوست اپنے دوست کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے حق پہنچائے تو تھوڑے عرصہ میں ہی لاکھوں افراد تک صداقت پہنچ سکتی ہے

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم [illegible])

علمی دنیا پر مسلمانوں کے احسانات

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

(۳)

(۱) علم ہیئت یونانیوں کے بعد عربوں کے پاس علم ہیئت و نجوم کو نہ صرف از سر نو زندہ کیا۔ بلکہ اُسے پروان چڑھایا۔ بغداد کا رصد ہیئت ۸۲۹ء تا ۸۴۵ء تک قائم کیا۔ خلفاء عباسی نے بغداد میں علم ہیئت و ہندسہ کو خوب ترقی دی اقلیدس۔ آرکی میڈیز۔ اور بطلیموس کی تصانیف کا یونانی سے عربی میں ترجمہ کروایا۔ خلیفہ ہارون الرشید اور مامون الرشید (۸۱۳ء تا ۸۳۲ء) دونوں اس علم کی ترقی کے بہت خواہاں تھے۔ انہوں نے مشاہدات کے لئے مختلف رصد گاہیں بنوائیں اور اُن میں اپنے ایجاد کردہ آلات لگائے یہ مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے سب سے پہلے خسوف و کسوف کے زاویوں کا حساب تیار کیا۔ اور دن رات کے برابر ہونے کے اوقات کو متعین کیا۔

یورپ میں پہلی رصدگاہ (Observatory) عربوں نے ہی بنائی۔ اسپین میں سیویل (Seville) کا مشہور مینارہ ریاضی دان جابر بن افلح کی زیر نگرانی ۱۱۹۰ء میں سماوی مظاہر کے مشاہدہ کے لئے بنا تھا جب مسلمان اسپین سے نکالے گئے۔ تو چونکہ ہسپانوی لوگ اس کے استعمال کو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کو بطور گرجے کے گھنٹہ گھر کے استعمال کرنا شروع کیا۔ اس زمانہ میں دمشق، سمرقند، قاہرہ، قرطبہ اور طلیطلہ سب جگہ ہیئت دان بکثرت موجود تھے۔ بعض مشہور مہندسین حسب ذیل ہیں۔

۱۔ محمد بن جابر البتانی (وفات ۹۲۹ء) ماہرین علم ہیئت کی صف اول میں شمار ہوتا ہے یہ عربوں میں اسی طرح مشہور و معروف ہے۔ جس طرح یونانیوں میں بطلیموس مشہور تھے فلکی نقشے جن کا لاطینی میں ترجمہ کیا گیا۔ کئی صدیوں تک یورپ میں اس علم کے متعلق بنیاد کا کام دیتے رہے۔

۲۔ ابو الوفا (وفات ۹۹۸ء) اس نے چاند کی حرکات کا مشاہدہ کیا۔ اور اس کی پوری تحقیق کی۔ بطلیموس کے نظریہ سے اپنی تحقیقات میں اختلاف کیا۔

۳۔ تیمور کے بیٹے الغ بیگ نے جو سمرقند کا بادشاہ تھا۔ اس علم کو بہت ترقی دی۔ اس کی "زیج" آج تک مشہور ہے۔

۴۔ ابو ریحان البیرونی۔ جو محمود غزنوی کا مشیر تھا۔ اور اُس کے ہمراہ ہندوستان بھی آیا تھا وہ عربی کے علاوہ یونانی علوم و فنون کا بھی ماہر تھا ہندوستان میں آکر اس نے سنسکرت پڑھی۔ ہندوؤں کو بغداد کے مہندسین کی تحقیقات پر مطلع کیا۔ اس نے ۱۰۳۰ء میں طول بلداور عرض

بلند کی حیدر میں تیار کیں۔

۵۔ مشہور اور احمد بن عمر نہاوندی عربوں میں سب سے پرانے علم ہیئت کے ماہر خلیفہ منصور کے دربار کی زینت تھے۔ احمد نے اپنے ذاتی مشاہدات سے ایک فلکی نقشہ۔ المستمل۔ تیار کیا۔ جو اس علم کے متعلق یونانی اور ہندوستانی نظریوں سے کہیں زیادہ حقیقت کے قریب تھا۔ بطلیموس کی AL.Majest المجسطی "فلکیات پر مشہور کتاب" خلیفہ منصور کے وقت میں اور اُس کی زیر ہدایت ترجمہ کی گئی اور "ثابت شدہ نقشے" سند ابن علی یحییٰ ابن ابی منصور اور خالد بن عبد المالک جیسے فلکیات کے ماہرین کے ہاتھوں تیار ہوئے۔ اعتدالین (Equinoxes)، کسوف و خسوف (Eclipses) اور مدار ستاروں کی حرکات اور دیگر سماوی مظاہرات کے متعلق اُن کے مشاہدات نہایت قیمتی تھے۔ اور فلکیات کے متعلق انسانی علم میں اُنہوں نے بہت اضافہ کیا۔ الکیڈی نے دو سو سے زیادہ کتابیں مختلف پر لکھیں

۶۔ ابو معشر نے تو اپنی ساری توجہ سماوی مظاہرات کے مطالعہ کے لئے وقف کر دی۔ اور اُس کی مشہور تصنیف "زیج ابی معشر" علم ہیئت میں ایک مستند کتاب ہے اور اس علم کے متعلق معلومات کا بے بہا خزانہ۔

۷۔ موسیٰ بن شاکر نے سورج اور دوسرے اجرام سماوی کی حرکات کے متعلق اپنی تصنیفات میں اتنا مصالحہ جمع کر دیا ہے کہ یورپ آج تک بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں بتلا سکا۔

۸۔ ابو الحسن نے اجرام سماوی کے مشاہدہ کے لئے دُوربین ایجاد کی

IV علم جغرافیہ عرب بہادر، جفاکش اور دلیر جہاز ران تھے سفر تجارتی اغراض کے لئے بلوچہ اسلام سے قبل بھی کرتے تھے دیگر اسلام قبول کر لینے کے بعد مختلف ممالک سے برسرپیکار ہونے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے انہیں دور دراز کے سفر اختیار کرنے پڑے عرب پہلے لوگ تھے جنہوں نے "سفر نامے" لکھے۔ چنانچہ

۱۔ نویں صدی میں سلیمان عربی تاجر نے جو بصرہ کا رہنے والا تھا۔ چین کا سفر کیا۔ اور سفرنامہ لکھا۔ یورپ میں چین کے بارہ میں سب سے پہلے یہ سفرنامہ مشتہر ہوا۔

۲۔ مسعودی نے بلاد اسلامیہ اور قرب و جوار کی حکومتوں کا سفر کیا۔ اور پھر اقوام مشرق و مغرب کے بارہ میں اپنی کتاب "مروج الذہب" لکھی۔

۳۔ ابو ریحان البیرونی نے جو محمود غزنوی کے ہمراہ سنہ ۱۰۰۱ء میں ہندوستان آیا۔ سندھ اور شمالی ہندوستان اور ہندوؤں کے رسم و رواج کے بارہ میں "کتاب الہند" لکھی

۴۔ ابو الحسن نے ۱۳ویں صدی میں شمالی افریقہ۔ مصر اور مراکش کا سفر کر کے سفرنامہ مرتب کیا۔

۵۔ ابن بطوطہ نے ۱۳۲۵ء میں شمالی افریقہ، مصر، فلسطین، عراق، ایجیم اور عربستان۔ ہندوستان۔ چین جاوا و سماٹرا کا سفر کیا۔ اور سفرنامہ لکھا جو مختلف ممالک کی بہترین تکلوبات پر مشتمل ہے۔ ابن بطوطہ "عربوں کا سیاح" کے نام سے مشہور ہے۔

ان مصنفین نے زمین کی جسامت وسطح، اور قطر Diameter کو معلوم کرنے کی کوشش کی۔ جغرافیہ کے حسابی حصہ کو ترقی دی۔ سمندر، دریا و جزائر اور نہروں کے بارہ میں تحقیقات کی۔ اور جغرافیہ پڑھانے میں گلوب کا استعمال کیا۔ جبکہ عیسائی یورپ ابھی زمین کی سطح کے چپٹی ہونے کا نظریہ پیش کر رہا تھا۔ قاہرہ میں فاطمی لائبریری کے اندر دو گلوب تھے ایک چاندی کا اور ایک تانبہ کا۔ اول الذکر کی قیمت ۳ ہزار اشرفی تھی۔ اور مؤخر الذکر کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بطلیموس کا بنایا ہوا تھا اسی ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت محی الدین ابن عربی نے اپنے رویا و کشوف کی بناء پر اپنی کتب میں لکھا تھا۔ کہ اسپین کے سمندر کی دوسری طرف ایک بہت بڑا ملک ہے۔ مسلمانوں کی تحقیق نے زمین کا گول ہونا ثابت کر ہی دیا تھا۔ اسلئے ابن عربی کے مرید خیال کرتے تھے کہ غالباً ہندوستان ہی کی طرف آپ کا اشارہ ہے کولمبس انہی مسلمانوں میں سے کسی کا شاگرد ہو تھا اُسے ان خیالات سے متاثر ہو کر سمندر کے راستہ ہندوستان پہنچنے کا جوش پیدا ہوا۔ کافی رد و قدح اور کوشش کے بعد وہ لمبے سفر پر روانہ ہوا۔ بالآخر اُس نے امریکہ دریافت کیا۔ گویا نئی دنیا کی دریافت میں بھی مسلمان بزرگوں اور علماء کے خیالات و نظریات کا دخل ہے۔

علم جغرافیہ میں بھی مسلمان اپنے یونانی استاد بطلیموس سے بڑھ گئے۔ چنانچہ

۱۔ المسعر بن مہلہل البغدادی نے سنہ ۳۳۱ھ میں اپنی کتاب "کتاب العجائب" کے دوسرے جزو میں پہاڑوں اور چند مشہور جگہوں کا ذکر کیا۔

۲۔ ابو اسحٰق الفارسی الاسطخری نے سنہ ۹۵۱ء جغرافیہ لکھا جس میں دریاؤں۔ شہروں۔ پہاڑوں اور صوبہ جات کا ذکر کیا۔

۴۔ مسعودی جو اسطخری کا ہم سفر تھا نے بھی جغرافیہ کی کتاب لکھی

۵۔ ادریس جو اندلس میں پیدا ہوا نے ۱۱۵۴ء میں جغرافیہ لکھا

۶۔ ابو الفداء بادشاہ (۱۲۷۱-۱۳۳۱ء) نے ایک کتاب لکھی۔ جو سیاحوں اور تاجروں کے لئے مفید تھی۔ ابن بطوطہ نے بھی انہیں کتب سے روشنی پا کر لمبے سفر اختیار کئے تاکہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل ہو۔

V تاریخ تاریخی تحقیق میں بھی مسلمانوں کا مقام دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ قوموں کی صف اوّل میں ہے۔

مسلمانوں نے تاریخ میں جغرافیہ علم آثار قدیمہ اور نسل انسانی کی مختلف شاخوں کے علم (Ethnology) کو بھی شامل کیا۔ اور نہایت قابل افراد نے اس علم کی طرف توجہ دی۔ اس علم کو اُنہوں نے اپنے محبوب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ و سوانح کو قلمبند کرنے سے شروع کر کے ایک سائنس بنا دیا۔ یوں تو مسلمانوں میں مورخین کی تعداد شمار سے بالاتر ہے حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب "کشف الظنون" میں بارہ سو مورخین کا نام لکھا ہے۔ لیکن وہ مؤرخین جن کی تصانیف یادگار کے طور پر دنیا میں قائم ہیں۔ ان کی تعداد بھی کم نہیں۔ مسعودی طبری۔ ابن اثیر۔ ابن حیان۔ بیرونی۔ ابن جعفرد ابن خلکان۔ مقریزی اور ابن خلدون ایک نہ مٹنے والی شہرت و عظمت کے مالک لوگ ہیں۔ یہ لوگ صرف مورخ ہی نہ تھے بلکہ جغرافیہ دان۔ ریاضی دان اور فلاسفر بھی تھے۔ مسعودی جس کا عربوں کا ہیروڈوٹس کہا جاتا ہے۔ اُس کی مشہور تصانیف "مروج الذہب" اور "تاریخ اخبار الزمان" علم تاریخ میں بلند پایہ کی کتابیں ہیں۔ موسیو کاترمیر فرانسیسی مورخ لکھتے ہیں کہ "جب ہم اس مورخ (مسعودی) کی تصانیف پر نظر ڈالیں تو حقیقت میں ان مختلف مضامین کو جن پر اُس نے اکثر لکھا ہے اور جس طرح اُس نے بڑے بڑے مشکل مسائل کو حل کیا ہے دیکھ کر سخت حیرت ہوتی ہے۔ اس زمانہ کے لئے جس میں وہ تھا۔ اس کا علم نہایت وسیع تھا۔ اُس نے صرف عربوں کی کل تاریخوں کا مطالعہ کیا تھا۔ بلکہ اُس نے یونانیوں اور رومیوں کی اور کل نئی اور پرانی اقوام مشرق کی تاریخیں بھی تفصیل کے ساتھ لکھی تھیں"۔

(رنہون عرب موسیو گستاولی بان ۲۱۳)

محمد بن جریر طبری نے جو کہ عربوں میں لوی (Livy) نام سے مشہور ہے نویں صدی کے آخر میں اپنی بے نظیر تصنیف "تاریخ الرسل والملوک" لکھی

ابن اثیر کی کتاب "الکامل" بھی کم و بیش اسی حیثیت کی تصنیف ہے۔ ابن حزم اپنے وقت کا بہت بڑا عالم و فاضل تھا۔ اُس کی تصنیف "کتاب الملل والنحل" اُس کے وسیع اور عمیق علم و مطالعہ کی یادگار ہے۔

ابن خلکان کی کتاب "وفیات الاعیان" کے متعلق "ولیم جونز" کی رائے ہے کہ یہ دنیا میں بہترین سوانح عمری ہے۔ اسی طرح بیرونی کی مشہور تصنیف "الآثار الباقیہ" ہے۔

لیکن مورخین اسلام میں ابن خلدون کا مقام بلاشبہ بلند ہے۔ اُس کی بے مثال تصنیف "کتاب العبر" کا مقدمہ بجائے خود نہایت قیمتی معلومات کا خزانہ ہے۔ اس لاجواب تصنیف میں مصنف نے مختلف مسائل پر خامہ فرسائی کی ہے۔ کہ انسانی سوسائیٹی اور تہذیب کا آغاز کس طرح ہوا۔ قومیں اور بادشاہتیں کس طرح اُبھرتی اور گرتی ہیں۔ اُن کی ترقی و تنزل کے کیا اسباب ہیں۔ کسی قوم کے قومی کیریکٹر پر آب و ہوا کا کیا اثر پڑتا ہے۔ ابن خلدون کو بجا طور پر موجودہ اور ازمنہ وسطیٰ کے یورپین مورخین میکاولی (Machiavelly) ویکو (Vico) اور گبن کا علمی جد امجد کہا جاتا ہے (باقی)

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسار کی اہلیہ ایک لمبے عرصہ سے مرض اسہال میں مبتلا ہے۔ ہر طرح کا علاج کیا گیا مگر خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا۔ درویشان قادیان اور احباب جماعت اور صحابہ کرام سے درخواست ہے کہ مریضہ کی شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرما دیں۔
خاکسار سید حسام الدین احمد (کٹکی) سونگڑہ ضلع کٹک

۲۔ خاکسار آئندہ ماہ جون میں میٹرک سپلیمنٹری امتحان دے رہا ہے۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے امتحان میں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار شیخ عمران محمد احمدی ساکن بھدرک۔

صدق جدید" لکھنؤ" میں ایک مطبوعہ مراسلہ کا مدلّل جواب

(از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس)

صدق جدید لکھنؤ ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء میں حکیم غلام قادر صاحب ملتانی کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں صاحب مراسلہ نے لکھا ہے:۔

"بندہ نے ساری عمر میں صرف ایک تحریر مرزا صاحب کی ایسی دیکھی جس سے ان کے دعاوی کا تجزیہ تاریخ اور نفسیات کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے

پھر نور الحق حصہ اول ۵۱ سے عربی عبارت مع اردو ترجمہ نقل کی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عیسےٰ مرف او زبیول کی طرح خدا کے ایک نبی ہیں جو حضرت موسےٰ کی شریعت کے خادم تھے وہ موسےٰ جن کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لادیں وہ آسمان میں زندہ موجود ہے اور مردوں سے نہیں

دوسرا حوالہ

اسی کتاب نور الحق حصہ اول ۱۲ پر ایک ہزار حسنت کو منتشر لکھا گیا ہے جو نفسیات کا ہے۔ اس مراسلہ پر صدق جدید نے یہ نوٹ لکھا ہے:۔

"یہ عجب ومت۔ مرزا صاحب کی اور بہت ... توں کی طرح ایک چیستاں سی نظر آتی۔ مولی صاحب اگر مختصر تشریح کر سکتے ہوں تو خیر طویل بحث و مناظرہ کی گنجائش نکالنے کے لئے قطعاً معذوری ہے۔"

مدیر صدق جدید میری نظر میں اس لحاظ سے واجب احترام شخصیت ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ میں اپنے خیال کے مطابق کوئی خوبی دیکھتے تو بعض وقت اپنے اخبار میں اس کا اظہار بلاخوف لومۃ لائم کر دیتے ہیں اس لئے بالکل ممکن ہے کہ بعض امور میں ان کی ہمارے مخالف رائے بھی معاندانہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مراسلہ نگار کی پیش کردہ عبارت کی مختصر تشریح کر دینے کی بھی ہمیں دعوت دی ہے لیکن میں اس جگہ تفصیل سے مراسلہ نگار کا جواب دینا چاہتا ہوں اور اس مضمون میں مخالفین سے مراد میری عام متعصب مولفین ہیں۔

ظاہر ہے کہ مراسلہ نگار نے اس کی تحریر کی بنا پر جو انہیں ساری عمر میں صرف ایک ہی ملی جو دعوےٰ کیا ہے۔ اور دوسرے مواد کو جو نفسیات کا شاہکار قرار دیا ہے خود ایک چیستان ہے۔

یہ ایک دائمی حقیقت ہے کہ مامور من اللہ کے اقوال کچھ لوگوں کے لئے تو زندگی بخش ثابت ہوتے ہیں جو ان کے ظاہر و باطن کو منور کر دیتے ہیں۔ اور کچھ لوگوں کی نظروں وہ قابل اعتراض اور لغو اور بیہودہ ہوتے ہیں مثلاً قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور اس کی انسانی ظاہر و باطن پر بے نظیر روحانی تاثیر کا کون مومن انکار کر سکتا ہے۔ لیکن کفار مکہ نے اسے اضغاث احلام پراگندہ خواب اور منتشر خیالات کا مجموعہ اور اساطیر الاولین قرار دیا اور اسی قرآن مجید پر متعصب مستشرقین نے صدہا اعتراضات کئے یہاں تک کہ اس کی فصاحت و بلاغت کو بھی محل اعتراض ٹھہرایا اور اپنے زعم میں بہت سی نحوی غلطیاں بھی نکالیں اور اسے خبط مولوط اور غیر مرتب کلام قرار دیا اور ٹامس کارلائل نے باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی تعریف کرنے کے اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں سیل کے ترجمہ کو بہت حد تک صحیح قرار دے کر قرآن مجید کے متعلق لکھا ہے:

"میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس سے زیادہ مشقت طلب مطالعہ میں نے کوئی نہیں کیا۔ یہ اکتا دینے والا بے ربط بے جوڑ، لامتناہی تکرار لفظی اور ناقابل برداشت حماقت کا مجموعہ ہے مختصر یہ کہ کوئی یورپین احساس ڈیوٹی کے بغیر قرآن نہیں پڑھ سکتا ہم اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح مجبوراً سرکاری دستاویزات کو پڑھتے ہیں اس امید پر کہ اس ناقابل مطالعہ پلندہ میں ہم ایک عجیب و غریب آدمی کی جھلک دیکھ سکیں۔"

(ترجمہ از انگریزی عبارت)

اسی طرح حضرت شعیبؑ کے مخالفوں نے انہیں یہ طعنہ دیا:۔

مانفقہ کثیرا مما تقول (ھود)

کہ اے شعیب (بقول ہمارے بعض مخالفین کے) تیری باتوں میں اس درجہ تضاد اور التباس اور ابہام ہے کہ اکثر باتیں بھول بھلیاں اور چیستان نظر آتی ہیں کچھ سمجھ نہیں آتی کہ تم کہتے کیا ہو۔

چونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بھی انہی مقدسین کی جماعت کے ایک ممتاز فرد ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً آتے رہے اس لئے آپ کا کلام اور آپ کی تحریریں بھی وہی رنگ رکھتی ہیں۔ آپ کے اہل سعادت متبعین و مسترشدوں کے نزدیک آپ کے کلام میں غیر معمولی تاثیر ہے اور ایک ایک فقرہ زندگی بخش ہے۔ اور حضورؑ کے کلام میں خدا تعالےٰ نے وہ اثر ڈالا ہے جس نے ہزارہا زنگ آلودہ اور تاریک دلوں کو منور کر دیا لیکن آپ کی ہی تحریریں مخالفین کے نزدیک قابل اعتراض ہیں۔

مراسلہ نگار نے جو عبارت رسالہ نور الحق سے پیش کی ہے وہ بعض ان علماء کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہے۔ جو قرآن مجید سے حضرت عیسیٰؑ کو زندہ اور دوسرے سب نبیوں کو مردہ قرار دیتے تھے اور حضرت عیسےٰؑ کو حد سے زیادہ بڑھاتے تھے اور انہیں ایسے رنگ میں کلمۃ اللہ اور روح اللہ قرار دیتے کہ وہ ان باتوں میں منفرد اور لاشریک ہیں۔ آپ ان کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ تو خدا تعالےٰ کے دوسرے نبیوں کی طرح ایک نبی تھے اور حضرت موسےٰؑ کی شریعت کے خادم تھے۔ اور وہ موسےٰ جن کے متعلق قرآن شریف میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ اس عبارت میں آپ کے حضرت موسےٰؑ کی زندگی کا ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی زندگی از روئے قرآن کریم حضرت موسیٰؑ کی آسمانی زندگی سے جس کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ موجود ہے بڑھ کر نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کی طرف تو قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

اور وہ آیت قرآنیہ جس میں حضرت موسےٰؑ کی زندگی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے آپ رسالہ نور الحق سے پہلی کتاب حمامۃ البشریٰ میں بہ تفصیل ذکر فرما چکے ہیں اور نور الحق حصہ اول میں جہاں سے مراسلہ نگار نے عبارت نقل کی ہے اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"واما نزول عیسیٰ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحمامۃ

اور یہ عقیدہ کہ عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے تو اس کا باطل ہونا ہم اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں ذکر کر چکے ہیں۔ اور پھر اس کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔

اور امر زیر بحث سے متعلق حمامۃ البشریٰ میں تمام انبیاء کی آسمانی زندگی کے دلائل لکھ کر آپ فرماتے ہیں:۔

"واذا ثبت ان الانبیاء کلھم احیاء فی السمٰوٰت فای خصوصیۃ ثابتۃ لحیاۃ المسیح اھو یاکل ویشرب وھم لا یاکلون ولا یشربون بل حیاۃ کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الا تقرأ فی القرآن ما قال اللہ عزو جل فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وانت تعلم ان ھذہ الآیۃ نزلت فی موسیٰ فھی دلیل صریح علیٰ حیاۃ موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل ھذہ الآیات فی شأن عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شتی فتدبر فان اللہ یحب المتدبرین"

(حمامۃ البشریٰ ص ۳۵)

ترجمہ:۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء آسمانوں میں زندہ ہیں تو مسیح کی زندگی کو کونسی خصوصیت حاصل ہے کیا وہ کھاتا پیتا ہے اور دوسرے کھاتے پیتے نہیں؟ بلکہ موسیٰؑ کی زندگی تو بنص قرآن کریم ثابت ہے کیا تو قرآن کریم میں خدا تعالےٰ کا قول فلا تکن فی مریۃ من لقائہ نہیں پڑھتا اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت حضرت موسےٰؑ کے حق میں نازل ہوئی۔ پس یہ آیت موسیٰؑ کی زندگی کی صریح دلیل ہے کیونکہ ان کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور مردے زندوں سے نہیں ملتے۔ اور ایسی آیتیں تو قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں پائے گا۔ البتہ ان کی وفات کا ذکر قرآن مجید کے مختلف مقامات میں پایا جاتا ہے۔ پس غور کرو۔ اللہ تعالےٰ تدبر کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔

حضرت قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے اور امام سیوطیؒ نے بحوالہ ابن عباس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ اس آیت میں موسےٰ سے آپ کی ملاقات مراد ہے (فتح البیان) نیز دیکھو ابن جریر اور روح المعانی وغیرہ کہ اس آیت میں شب معراج یا اسراء کی ملاقات یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰؑ سے ملاقات مراد ہے

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان علماء کے خلاف جو قرآن مجید کی آیات سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اور دوسرے نبیوں کو مردہ مانتے تھے، بطور حجت ملزمہ یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کو جس قسم کی زندگی حاصل ہے وہ دوسرے انبیاء کو بھی حاصل ہے خصوصاً حضرت موسےٰ کو جن کی زندگی کی طرف

آیت فلا تکن فی مریۃ من لقائہ میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ ورنہ آپ موسیٰ کی جسمانی زندگی کے قائل نہیں جیسا کہ نور الحق ص۲۵ پر فرماتے ہیں: "وما من رسول الا توفی وخلت من قبل عیسی الرسل" کہ کوئی نبی ایسا نہیں جو فوت نہ ہوا ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو نبی آئے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ نیز نور الحق ص۵۸ میں مراسلہ نگار کی عبارت کے آگے فرمایا کہ اگر کہو کہ حضرت عیسیٰؑ کے لئے آسمان سے نزول کا ذکر پایا جاتا ہے تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہم نے حمامۃ البشریٰ میں اس کا باطل ہونا ظاہر کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں کہیں ان کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں پایا جاتا۔

ہزار لعنت کا ذکر

مراسلہ نگار نے دوسرا حوالہ اسی کتاب نور الحق حصہ اول کا یہ لکھا ہے کہ ص۱۲۱ پر ایک ہزار لعنت کو منتشر لکھا گیا ہے۔ جو نفسیات کا شاہکار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب نور الحق مرتدین از اسلام پادریوں خصوصاً پادری عماد الدین کے اعتراضات کے رد میں لکھی ہے۔ جو اپنے آپ کو مولوی کہتے تھے اور قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر معترض تھے چنانچہ آپ رسالہ نور الحق کے مقابلہ میں ایسا ہی عربی زبان میں رسالہ لکھنے کا چیلنج دے کر فرماتے ہیں۔ (صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے)۔

"اور اس دعوت میں ہمارا اول مخاطب پادری عماد الدین ہے کیونکہ وہ قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت سے انکاری ہے اور اپنی ہر ایک کتاب میں بے حیائی دکھلاتا اور کہتا ہے کہ میں ایک عالم بزرگ ہوں اور قرآن فصیح نہیں بلکہ صحیح بھی نہیں ہے اور میں اس میں کوئی بلاغت نہیں دیکھتا اور نہ فصاحت جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔"

"اور اس کے بعد ہم ہر ایک کرسٹان کو جو اپنے تئیں مولوی کے نام سے موسوم کرتا ہے اور ان سب کے نام ہم نے حاشیہ میں لکھ دیئے ہیں (یعنی مولوی کریم الدین۔ مولوی نظام الدین۔ مولوی الٰہی بخش۔ مولوی حمید اللہ خان۔ مولوی نور الدین۔ مولوی سید علی۔ مولوی عبد اللہ بیگ۔ مولوی حسام الدین بمبئی۔ مولوی قاضی صفدر علی مولوی عبد الرحمٰن مولوی حسن علی وغیرہ وغیرہ)۔ اور ہم ان سب کو مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں اگر وہ ایسی کتاب بنا دیں تو ہماری طرف سے ان کو پانچہزار روپیہ انعام ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور بالمقابل کتاب تالیف کرنے والوں کے لئے ہماری طرف سے تین مہینہ مہلت ہے۔ اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آویں گے پس یقیناً جانو کہ وہ جھوٹے ہیں۔"

"اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہٖ ہمارے اس رسالہ کے مشابہ ہو لائق اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں تبین اگر بنانے سے انکار کریں اور لومڑیوں کی طرح پیٹھ دکھلا دیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں۔ اور نہ توہین قرآن شریف کی عادت کو چھوڑیں۔

"وما امتنعوا من قدح کتاب اللہ الغرّاء فان وما تابوا من ان یسمّوا انفسھم مولویین وما انزجروا من سبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وما انزجروا من قولھم ان القرآن لیس بفصیح وما ترکوا سبیل التحقیر والتوھین فعلیھم من اللہ الف لعنۃ ولیقل القوم کلھم آمین۔"

"اور کتاب اللہ کی جرح قدح سے باز نہ آویں (اور نہ اپنے آپ کو مولوی کہلانے سے توبہ کریں) اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں۔ اور نہ اس بیہودگی سے اپنے تئیں روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں۔ پس ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہیئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔"

اب فرمایئے کہ اس میں کونسی قابل اعتراض بات ہے۔ آپ نے مرتد مولوی پادریوں کی جہالت ثابت کرنے کیلئے اور یہ کہ وہ عالم نہیں ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں اور اس لئے انہیں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہ رسالہ نور الحق عربی زبان میں لکھا، اور انہیں بالمقابل ایسا ہی رسالہ لکھنے کے لئے دعوت دی۔ اور پانچ ہزار روپیہ انعام مقرر کر کے انہیں رسالہ لکھنے کے لئے ترغیب دی۔ اور صورت فرار ایک ہزار لعنت کا مورد بننے کی ترغیب کی تا انعام کی خاطر نہیں تو لعنت کے ڈر سے ہی رسالہ لکھیں۔ لیکن فرمایا کہ وہ ہرگز مقابلہ پر نہیں آئیں گے کیونکہ وہ جھوٹے ہیں۔

کیا مراسلہ نگار کو اس پر اعتراض ہے کہ اپنے آپ کو مولوی کے لقب سے ملقب کرنیوالے مرتدین از اسلام پادریوں کو ایک ہزار لعنت کا مشروط مورد کیوں بنایا گیا اگر آپ سے اس امر کی تکلیف ہے تو آپ کو قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔ اور اسی طرح فرمایا لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور ان احادیث پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت فرمایا لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاریٰ کہ یہود اور عیسائیوں پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے کیونکہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو مساجد یعنی سجدہ گاہ بنایا۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اور صحیح مسلم میں لعن اللہ الیھود والنصاریٰ ہے۔ اور اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شھرا یلعن رعلا وذکوان وعصیۃ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رعل اور ذکوان اور عصیہ قبائل پر پورا ایک مہینہ نماز کے اندر دعائے قنوت میں لعنت کرتے رہے۔

نہ معلوم کتنی ہزار دفعہ آپ نے ان پر ایک ماہ میں لعنت کی ہوگی۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرتدین از اسلام مولوی پادریوں کو بصورت فرار مقابلہ ایک ہزار لعنت کا مورد قرار دیا تو وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید سے محبت و عشق کے نتیجہ میں تھا۔ اور لعنت کے لفظ کو پھیلا کر لکھنا یہ نفسیاتی اثر پیدا کرنے کے لئے تھا کہ مخالف غیرت میں آکر جواب لکھنے پر آمادہ ہوں تا ان کی علمی پردہ دری خوب اچھی طرح ہو جائے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عشق تھا اس کا اندازہ اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضور انہی دجال پادریوں کے ناپاک اور جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں بزبان عربی فرماتے ہیں جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرؐ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما۔ اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔"

مراسلہ نگار اور اس کے رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دجال مرتدین از اسلام مولوی پادریوں پر ہزار لعنت کرنے کو نفسیات کا شاہکار کہیں یا کچھ اور۔ بہر حال آپ نے جو کیا۔ اس کی تائید آپ کے آقا و مولا سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور سنت میں موجود ہے۔

ولادت

قادیان ۲۶ مئی۔ مکرم عبد العظیم صاحب درویش تومالک احمدیہ بکڈپو قادیان کو اللہ تعالیٰ نے پانچواں لڑکا عطا فرمایا۔ احباب زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمادیں۔

درخواست دعا

ہمارے ایک مخلص احمدی دوست آجکل بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور بعض کاروباری مشکلات بھی ان کو درپیش ہیں۔ لہٰذا احباب جماعت ان کی دینی و دنیاوی مشکلات کے ازالہ کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ نیز اُن کا ایک دس بارہ سال کا لڑکا ابھی تک بول نہیں سکتا جس کے لئے وہ بہت زیادہ پریشان ہیں اُس کی قوت گویائی کے لئے خاص طور پر احباب دعا فرمائیں۔

قاضی ... امید درویش قادیان

حضرت مولوی سید رسول بخش صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک زبردست نشان

(از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر اڑیسہ)

میرے ماموں جو ابا حضرت مولوی سید رسول بخش صاحب مرحوم بڑے دراز قد انسان تھے۔ جو ہزاروں کے اندر سے بخوبی پہچانے جا سکتے تھے۔ ان کے پاؤں کے ناپ کا جوتا بازار میں ملتا نہ تھا۔ ہمیشہ ٹیڑی پہنتے۔ پاؤں کا پنجہ تو جوتی کے اندر رہتا اور ایڑی زمین پر پڑتی ہوتی۔ آپ کا رنگ گندم گوں تھا۔ چہرے پر گھنی داڑھی تھی۔ سارا جسم بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ اعضا جوارح کی ساخت سے عزم و استقلال کا پتہ لگتا تھا۔ ہمارے دیکھنے میں تو بڑے ہی سنجیدہ، متین اور بزرگ انسان تھے۔ مگر کہتے ہیں کہ بچپن اور جوانی میں بڑے ہٹی اور اکھڑ تھے۔

وہ تین سال کی عمر سے ہمیشہ کے لئے اپنی والدہ کی گود سے محروم ہو گئے تھے۔ اپنی بڑی بہن میری والدہ مرحومہ کی گود ہی ان کی والدہ کی گود کی قائمقامی کرتی رہی۔ یہاں ہی بڑھے یہیں تعلیم و تربیت پائی۔ شادی بیاہ ہو کر ایک لڑکے کے باپ بن کر اپنے والد کے گھر گئے۔

والدہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ بچپن میں رسول بخش بڑا ہی ضدی تھا جس بات کی ضد کرتا پوری کر کے چھوڑتا والدہ مرحومہ اپنی گردن پر چند نشان دکھا کر فرماتی تھیں کہ اس کے دانت سے کاٹنے کا نشان ہے جب وہ مارے غصہ کے کاٹ کھاتا تو گوشت کا ٹکڑا اٹھا لیتا۔ آدھی رات کو اگر اپنے والد کو دیکھنے کی خواہش کی ہے تو آندھی آئے طغیانی ہو۔ موسلا دھار بارش ہو وہ کسی کی پرواہ نہ کرتا اور فوراً نکل کھڑا ہوتا اور وہاں تک پہنچ کر ہی رہتا۔

اسی طرح اور بھی بہت سے واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ وہ جلد ہی کسی کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ جب کسی بات پر اڑ جاتے تو وہاں سے ان کا ٹلنا مشکل ہو جاتا تھا۔ آسانی سے وہ ٹلنے والے نہ تھے۔

کیرنگ میں تیس سال تک معلمی کی۔ وہاں جو جم گئے تو کہیں جانے کا نام نہ لیا۔ آخر میں بیرونی تعفوق پسند عنصر کی بیجا مداخلت سے بستی والے آپ کے خلاف بھی ہو گئے۔ آپ کے معمولیات میں فرق آ گیا۔ ان تمام باتوں کو دیکھنے کے باوجود وہاں سے نہ ٹلے۔ اور کہتے رہے دیکھوں یہ کتنا زور لگاتے ہیں۔ اور میری مخالفت کہاں تک کرتے ہیں ..... وغیرہ وغیرہ۔ جیٹ پر گھر گئے تو ان کے پرانے شاگردوں میں سے کسی نے کہا نکھ دیا بس نہ جانے پر اڑ گئے ایسے اڑے کہ کئی سالوں تک کیرنگ جانے کا نام تک نہ لیا۔ حالانکہ تیس سال تک وہ وہاں تھے ان کی کتب، مویشی وغیرہ، تکیہ بستر بہت سی چیزیں وہاں رہ گئی تھیں ان کی بربادی کا خیال تک نہ کیا۔

والدہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ رسول بخش نے کافی بڑی عمر تک پڑھنے لکھنے کی طرف دھیان نہ دیا کیونکہ اس کی عادت تھی کہ وہ کسی کے کہنے پر کوئی کام نہ کرتا کسی کی سنتا نہ تھا۔ میں اپنے رشتہ داروں کے اس کے ہم عمر لڑکوں کو دیکھتی اور خیال کرتی کہ یہ لڑکے تو کسی نہ کسی دن بڑی بڑی شہرتوں کے مالک بن جائیں گے۔ مگر میرا بھائی تو یونہی کھیل کود میں ہی اپنا وقت گزار دیتا ہے۔ اس کا مستقبل بڑا ہی تاریک معلوم ہوتا ہے باپ پر کڑھتی کہ ان کو تو دیگر اشغال سے فرصت نہیں اس کی تعلیم و تربیت کا کیا خیال کریں گے وغیرہ وغیرہ ...

جب انہوں نے آخر عمر میں اپنے بھائی کو علم کے زیور سے آراستہ اور علماء کی مجالس میں بیٹھنے کے قابل پایا تو خدا کا شکر ادا کرتیں اور کہتیں کہ مجھے امید نہ تھی کہ یہ بھی کبھی عالموں میں شمار ہو گا۔

میرے ماموں مرحوم بڑے ذکی اور ذہین تھے۔ بڑی عمر میں تعلیم شروع کی مگر چند ہی سال میں وہ کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ فارسی تو بڑی بے تکلفی سے بولتے اور لکھتے تھے۔ مثنوی مولانا روم کے گویا وہ حافظ تھے۔ اگر ان کے ساتھ کبھی میرے محترم چچا حضرت مولوی غلام رسول صاحب ملجاتے تو دونوں مثنوی کے عاشقوں کی خوب گذرتی۔ سونگھڑہ سے کٹک تقریباً بیس پچیس میل کا راستہ ہے اس زمانہ میں بیل گاڑی سے یا پیدل ہی جانا ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ میرے بڑے بھائی مرحوم اور دیگر فارسی دان احباب کو کٹک اکٹھے جانے کا اتفاق ہوا۔ کہتے ہیں ان دونوں بزرگوں نے کبھی مثنوی خوانی اور کبھی بیت بازی سے سارے راستے کو آسان کر دیا۔

دن گذرتے گئے آخر وہ دن بھی آ گئے جب کہ احمدیت ہمارے سونگھڑہ میں پھیلنے لگی۔ سونگھڑہ سے کیرنگ جا پہنچی۔ جہاں میرے ماموں جان مرحوم رہا کرتے تھے۔ وہاں بھی لوگوں نے احمدیت کو قبول کیا اور بڑے اخلاص سے قبول کیا۔ مگر میرے ماموں جان کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے نہ خود قبول کیا اور نہ ہی کسی کے قبول کرنے پر اعتراض کیا یا برا منایا اور نہ ہی کسی قسم کی مخالفت کی۔ کسی نے پوچھا بھی آپ نے جواب دیا کہ ایک عرصہ سے ایک عقیدہ پر ہم چلے آئے۔ آج کسی کے کہنے پر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں؟ تحقیق کرو۔ احمدیہ لٹریچر پڑھو کہنے پر جواب دیتے کہ کسی کے کہنے پر کیوں کوئی کام کرنے لگے جب جی ہو گا پڑھیں گے وغیرہ وغیرہ اس کے بعد احمدیت قبول کرنے کا بیان انہی کی زبان میں ملاحظہ فرمائیں۔ سونگھڑہ میں انہوں نے بہنوں کے سامنے اس کا ذکر کیا تھا۔

کہتے تھے جب سونگھڑہ اور کیرنگ میں احمدیت پھیلی تو میں احمدیت کو نہ اچھا سمجھتا تھا نہ برا۔ اس کے قبول کرنے والوں کو بھی اچھا یا برا نہ کہتا تھا۔ میرے ہم عمر دوست مولوی سید اختر الدین صاحب اور مولوی سید اکرام الدین صاحب بھی مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل سناتے سمجھاتے مگر ان باتوں کو اپنے دل میں جگہ نہ دیتا۔ نہ کسی بات کو تسلیم کرتا نہ کسی کا انکار غرض ان کی خاطر بیٹھا سن تو لیتا مگر مطلق اس طرف میرا دھیان نہ جاتا۔

اسی طرح کئی دن گذر گئے۔ مگر ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہو گیا۔ وہ یہ کہ میرے تالو میں زخم ہو گیا اور وہ زخم بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھ گیا کہ اس سے میرا کھانا پینا مشکل ہو گیا اور تالو کی چھوٹی جیبھ (حلقوم) جھڑ گئی۔ میری ہمشیرہ مرحومہ بڑی فکرمند ہوئیں انہوں نے دور کے کسی مقام سے ایک ماہر معالج کو بلایا۔ اس نے آ کر دیکھا اور کہا بائیس دن تک چپ چاپ ایک کوٹھری میں بند رہنا پڑے گا۔ سورج کی روشنی مطلق نہ لگے گی۔ اور کھانے بے نمک مصالحہ کے ارہر کی دال اور ابلے ہوئے چاول اس کے سوا اور کوئی چیز کھانی نہ ہو گی۔ اگر یہ شرط منظور ہو تو میں علاج کروں گا۔ اور یہاں بائیس دن تک رہنے کا خرچ اور دھوتی چادر اور کچھ رقم کا وعدہ لیا اور علاج شروع کیا۔

جب میں ایک کوٹھری میں بند رہنے لگا تو مولوی سید اختر الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ازالہ اوہام مجھے دے کر کہا کہ بیکار تو ہو گئے ہی اس کتاب سے جی بہلاؤ۔ میں نے وہ کتاب لے لی اور با دل ناخواستہ پڑھنا شروع کیا۔ جوں جوں پڑھتا جاتا میرا شوق بڑھتا جاتا حتیٰ کہ تین دن کے اندر اندر میں نے اس کتاب کو اچھی طرح پڑھ لیا اور میرا دل شک و شبہات سے خالی ہو گیا۔

رات ہوئی میں خدا کے حضور سجدہ میں گر گیا۔ اتنا رویا اتنا رویا کہ سجدہ گاہ تر ہو گیا۔ یہی دعا کرتا رہا اور روتا رہا الٰہی میرا علم ہی کتنا ہے؟ تو علیم ہے اگر تو یہ شخص (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اپنے دعوے میں سچا ہے اور تیرا ہی فرستادہ ہے تو مجھے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما لیکن مگر دل نہ مانتا۔ ایک بات کا جب تک اس کی صداقت کا ثبوت میں تو میرے لئے کوئی نشان نہیں پاتا یہی نشان مجھے عطا فرما کہ اس کی برکت سے میں اچھا ہو جاؤں گا۔ یہی دعا کرتا رہا اور بڑے درد و کرب سے روتا رہا۔ یہاں تک کہ میں تھک کر چور ہو گیا۔ اور نڈھال ہو کر پڑ گیا۔ نامعلوم کس وقت مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ داڑھی پگڑی والے بزرگ میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اور میری بیمار پرسی کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ کیا تمہارا زخم اچھا نہیں ہوتا؟ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ کتاب کے ہری جھو بابو کے مکان کے سامنے ایک سفید آک کا پودا ہے اس آک کو ملا کر تمہارے

ملک میں ارک، اور عربی میں عشر کہتے ہیں یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سفید پھول کا جو فائدہ مند ہے۔ مگر کمیاب ہے۔ دوسرا سرخ گلابی رنگ کے پھول والا اس کی بہتات ہے۔ (ناقل) اس کے پھول کا کشتہ اگر لگاؤ تو اچھا ہو جائے گا۔ یہ سنکر میں چپ رہا۔ میرے چپ رہنے سے بزرگ مذکور نے اندازہ لگایا کہ یہ کرے گا نہیں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ چولھے پر ایک مٹی کا برتن چڑھا ہے۔ آپ سفید آک کے پھول کو بھون رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بالکل جل کر راکھ ہو گئے۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی چٹکی اس انگوٹھے سے دبا کر کچھ راکھ اس سے چٹکا لیا اور فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھول دیا تو انہوں نے راکھ آلودہ انگلی کو زخم پر لگا کر ذرا سا دبا دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیسا معلوم ہوتا ہے۔ تو میں نے عرض کیا کچھ اچھا لگتا ہے۔ پھر دوبارہ اس بزرگ نے وہی عمل کیا یعنی خاکستر سے کر پھر میرے زخم پر لگایا۔ اور فرمایا کیسا لگتا ہے۔ تو میں نے عرض کی کہ پہلے سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ پھر تیسری بار اس بزرگ نے وہی عمل کیا اور فرمایا جاؤ اب اچھا ہو جائے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں دیکھتا ہوں کہ مجھے زخم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بار بار تھوک نگلتا اور زبان ادھر ادھر پھیرتا تو مطلق کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ تو میں کمرے سے باہر نکل آیا۔ اور اپنی بہن سے کہا کہ میں بالکل اچھا ہو گیا ہوں۔ آپ اس طبیب کو رخصت کر دیں۔ اب مجھے کسی پرہیز کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میری مہربان اور مشفقہ بہن نے سمجھا کہ کڑے پرہیز کی تاب نہ لا کر میں اپنی بیماری سے تنگ آ گیا ہوں وہ مجھے بڑی محبت و پیار سے سمجھانے لگیں کہ بچے کی طرح بس اتنی تو تھوڑی میں چلا جاؤں۔ اور سب کچھ برداشت کر لوں جب میں نے سخت چیز کھا کر اور نگل کر دکھایا تو ان کو اطمینان ہوا۔ اس کے بعد میں نے رات کا تمام قصہ ان کے سامنے دہرایا۔ اس رات سے اب تک ([illegible] ناقل) اس مرض کا نام و نشان بھی نہیں پاتا۔ اس کے بعد میں نے بیعت کر لی اور احمدیوں میں شمار ہونے لگا۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی جبکہ میں کئی سالوں کے بعد کٹک گیا۔ اس وقت اس خواب کی یاد بھی میرے دل میں نہ تھی۔ اور اتفاق سے میری جمہ بابو کے مکان کے پاس سے گذر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں وہاں سفید پھول والے آک کا پودا کھڑا ہے اور اس میں سفید پھول آئے ہوئے ہیں۔ دیکھ کر مجھے اپنا خواب یاد آ گیا اور کچھ دیر وہاں کھڑا دیکھتا رہا۔ دوسرا یہ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو نگاہ میں آیا دیکھا جس بزرگ کو خواب میں دیکھا تھا یہ بعینہٖ وہی بزرگ ہیں۔

سوالوں اور اعتراضوں کے جواب دینے کا طریقہ نرالا تھا۔ بعض دفعہ ایسی تمہید کے بعد سائل و معترض کو ایک ایسے مقام میں پہنچا دیتے جہاں سے وہ خود فیصلہ کرتا کہ سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ کبھی آپ مجادلہ نہ کرتے۔

بعض دفعہ کوئی قصہ سنا کر تمثیلی طور پر جواب دے دیتے۔ اور کبھی کبھی اڑیہ یا اردو ضرب الامثال سے کام لے کر سائل کا جواب دیتے۔

ان کی باتوں میں کچھ ایسی کشش ایسی لچک ہوا کرتی تھی۔ جب مجلس میں آپ کچھ کہتے تو ساروں کی توجہ آپ کی طرف پھر جاتی۔ اور جس کسی سے کبھی گفتگو کا موقع مل گیا ہے۔ وہ شخص ہمیشہ کے لئے آپ کا مداح و گرویدہ ہو جاتا تھا۔

ہندوؤں کے ساتھ مذہبی گفتگو چل پڑتی تو ہندوؤں کے شاستروں سے ایسے ایسے شلوک پیش کرتے۔ اور ایسی عمدگی سے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے کہ سننے والا ان کو رشی منی کے لقب سے یاد کرنے لگ جاتا تھا۔

ایک دفعہ ان کے گاؤں میں ایک یونین کے پریذیڈنٹ کے انتخاب کا جلسہ تھا۔ کلکٹر صاحب بہادر بھی تشریف لائے تھے۔ امیدوار اپنے اپنے مؤیدین کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ میرے ماموں مرحوم بھی کسی ایک کے حق میں ووٹ دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور مجلس سے ذرا فاصلے پر بیٹھے رہے۔ کارروائی شروع ہوئی ہر ایک امیدوار اپنی برتری جتاتا تھا۔ بہت لمبی کارروائیاں ہو رہی تھیں۔ حاکم کی نظر ان پر پڑی ان کو بلا بھیجا ان کی باتیں سنکر ان کا گرویدہ ہو گیا اور کہا کہ آپ کو کیوں نہ پریذیڈنٹ بنا دیا جائے۔ ماموں جان نے فرمایا مجھے اس سے کیا فائدہ۔ حاکم نے کہا کہ اگر کچھ فائدہ نہیں ہے تو یہ لوگ اتنا اس کے لئے کیوں لڑ رہے ہیں؟ جواب میں ماموں جان نے فرمایا ان کے لئے فائدہ ہو سکتا ہے میرے لئے نہیں۔ حاکم سمجھ گیا کہ یہ شخص دیانتدارانہ کام کرے گا۔ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اگر ان کو (رسول بخش صاحب کو) پریذیڈنٹ بنا دیا جائے تو کیسا ہو؟ تمام امیدواروں نے اور ان کے تمام مؤیدین نے یکزبان ہو کر کہا کہ ضرور انہی کو پریذیڈنٹ بنا دیا جائے۔ چنانچہ وہ پریذیڈنٹ بنا دیئے گئے۔ موصوف گئے تھے آگ لینے پیغمبری مل گئی۔ یہ گئے تھے ووٹ دینے مگر سب لوگوں کے متفقہ ووٹوں سے پریذیڈنٹی مل گئی۔

مجھے یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق یہ آیت یاد آ گئی

فلما کلمہ قال انک الیوم لدینا مکین امین

آپ کے مزاج میں تکلف و تصنع کا مطلق دخل نہ تھا اور نہ ہی دل میں احساس کمتری آیا اور نہ ہی کبھی تفوق و برتری کا جذبہ پیدا ہوتا۔ آپ نے بڑی سادگی کے ساتھ صابرانہ و شاکرانہ زندگی گذاری۔ آپ کی صحت ہمیشہ اچھی رہی۔ آخر عمر میں بالخصوص اپنی محسنہ و مشفقہ بہن اور پیارے بھانجے مولوی سید عبدالحلیم صاحب کے انتقال کے بعد کمزور سے کمزور تر ہوتے گئے۔ آپ کی عمر کا آخری حصہ خوشحالی میں گذرا۔ اپنے تینوں بیٹوں کو خوشحالی برسر روزگار اور صاحب اولاد دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔

قریباً پچاسی سال عمر پائی۔ ۱۹۵۱ء میں انتقال فرمایا۔ وفات سے بہت پہلے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت کر گئے۔ زندگی میں حصہ آمد کا دسواں حصہ ادا کرتے رہے تھے۔ ان کی خواہش کے مطابق انہی کے گھر کے سامنے استراحت فرما رہے ہیں۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ واجعل الجنۃ مثواہ آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

یادگیر میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب

(از مکرم محمد الیاس صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر دکن)

امسال جماعت احمدیہ یادگیر نے جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب کا پبلک مقام پر انعقاد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور ۶ رمئی ۱۹۶۲ء جلسہ کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ لیکن مقامی حالات کی وجہ سے جلسہ ۶ رمئی کو ملتوی کر کے پھر ۱۳ رمئی کو پبلک مقام پر رکھا گیا۔

۱۳ رمئی کی رات کو ٹھیک ۹ بجے زیر صدارت محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت جلسہ کا آغاز ہوا محترم صدر موصوف نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی بعدہٗ ناسازیٔ مزاج کے باعث صدر صاحب نے صدارت کے فرائض سیٹھ محمد الیاس صاحب کے سپرد فرمائے۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد جلسہ کی اصل کارروائی شروع ہوئی۔ پہلی تقریر مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ مقامی کی ہوئی آپ نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت

اور دعاوی کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ بانی احمدیت نے دنیا کے سامنے زندہ خدا اور زندہ رسول اور زندہ کتاب کو پیش کیا جس کو دنیا فراموش کر چکی تھی۔ بعدہٗ مکرم محمد عبداللطیف صاحب نے

شری کرشن جیؑ کی سیرت

کے متعلق مضمون پڑھکر سنایا۔ آپ کے بعد مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ

پر خاص انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی زندگی کے دو اہم واقعات حلف الفضول اور الحیاء بیان فرمائے۔

ہر زمانہ میں ہادی

آخری تقریر چوہدری مبارک علی صاحب انچارج مبلغ حیدرآباد کی ہوئی۔ آپ نے تقریر فرماتے ہوئے بتایا کہ اسلام ایک ایسے رب کو پیش کرتا ہے۔ جو تمام دنیا کا رب ہے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی اس نے انسان کی روحانی و جسمانی ربوبیت کا انتظام فرمایا ہے۔

آپ نے بتایا کہ ہر قوم اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے ہادی اور رہبر دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا رہا ہے۔ اسی اصل کے ماتحت ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے۔ جسے کرشن کہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ جس طرح اور نبیوں پر ایمان لانا فرض سمجھتی ہے۔ اسی طرح حضرت شری کرشن جی مہاراج کو بھی خدا کا برگزیدہ تسلیم کرتی ہے۔ تنگیٔ وقت کے باعث دو تقریروں کو ملتوی کرنا پڑا۔ جلسہ کے اختتام پر صدر صاحب محترم نے حاضرین کا شکریہ ادا فرمایا اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

عہدیداران و احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں

سنہ ۱۹۶۱-۶۲ء کا سال ختم ہو چکا ہے اور یکم رمئی سنہ ۱۹۶۲ء سے نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ اگرچہ سنہ ۱۹۶۱ء میں مجموعی طور پر چندہ جات کی آمد گزشتہ سال کی آمد سے بفضلہ تعالیٰ زیادہ اور امید افزا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا اور بجٹ کے لحاظ سے کثیر رقوم تا حال قابل ادا ہیں۔ خصوصاً موصی احباب کی طرف سے حصہ آمد کی وصولی کا جس حد تک تعلق ہے اس کی پوزیشن معیار کے مطابق نہیں اور متعدد جماعتوں کے بہت سے افراد کے ذمہ لازمی چندوں کی کثیر رقوم بقایا چلی آ رہی ہیں۔ اور باوجود متعدد بار توجہ دلانے کے بعض احباب اپنے بقایا کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں کر رہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں، اموال، اولاد اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربان کر دیا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس رنگ میں دیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے۔ اور دنیاوی لحاظ سے بھی ان کی نسلوں کو صدیوں تک دنیا کا مالک بنا دیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ ایسے احمدی احباب جن کو محض دین کی راہ میں اپنی جانیں، اموال، اولاد، عزتوں اور وطن کی قربانی دینا پڑی نہ صرف قیامت تک کیلئے تاریخ احمدیت کا سنہری باب بنے۔ بلکہ وہ جو صحابہ کی طرح نان شبینہ کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولادوں کو دنیاوی لحاظ سے بھی معزز اور ممتاز حیثیتیں عطا فرمائی ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ دین کی خدمت اور قربانیوں کے مواقع اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں رحمتوں اور برکتوں کو یقیناً زیادہ جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ مواقع آج صرف ہم احمدیوں کو ہی حاصل ہیں باقی تمام دنیا اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہے ۔ ۔ ۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ احمدی جس کو دین و دنیا کی لازوال دولتوں کے پانے کی راہ دکھائی گئی ہے اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :۔

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

مزید فرمایا کہ :

"اگر تم (خدا کے لئے) تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔"

مزید فرمایا کہ

> زبذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
> خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ترجمہ :۔ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا اگر ہمت کی جائے تو خدا تعالیٰ خود مددگار بن جاتا ہے

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اضافہ چندہ جات کے لئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہو گا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہو گی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

پھر بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کے لئے عہدیداران جماعت کو ہدایت فرمائی کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

مزید فرمایا "میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔" زکوٰۃ کے متعلق فرمایا :۔

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف بار بار قرآن کریم میں توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا۔ اور اگر وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں"

اب احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور عہدیداران کرام دیکھیں کہ کیا ہماری مالی قربانیاں مندرجہ بالا معیار پر پوری اترتی ہیں کیا ہمارے جملہ بقایا داران و نادہندہ اور بے شرح افراد کی اصلاح ہو گئی ہے اگر نہیں تو پھر تاخیر کیوں ہے جلدی کریں اور اپنے عمل سے اس معیار پر پہنچیں جو ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ خدا تعالیٰ کے حضور ہم اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے والوں میں سے ہوں اور ہمارا نیا سال سنہ ۱۹۶۲-۶۳ء ہمارے اخلاص اور قربانی میں ترقی اور خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ فضلوں کو ہم پر لانے کا باعث بنے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے تو پورے ضرور ہوں گے۔ الحمد کرے کہ ان وعدوں کے پورا ہونے میں ہمارا بھی حصہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ؎

> بر منت منہ ایں کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
> منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

جملہ احباب جماعت، عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات جماعت کو مالی قربانی کے اعلیٰ معیار پر پہنچنے کے لئے ابھی سے جلد جلد شروع فرمائیں تاکہ ہمارا قدم اس جہت سے بھی ہر روز آگے بڑھتا چلا جائے تا آنکہ ہمارا شمار بھی ان خوش قسمت بندوں میں ہو جائے کہ جن کو اللہ تعالیٰ فرمائیگا فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہ پر چل کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

قادیان میں یوم خلافت کی تقریب

(بقیہ صفحہ ۲)

اس عہد کو آپ نے نباہتے ہوئے اس طرح تمام دنیا میں تبلیغی مشنوں کا جال پھیلا دیا ہے کہ یورپ اور افریقہ کے متعدد اخبارات ان کی کامیابی اور ان کے مقابل عیسائی مشنوں کی ناکامی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ دنیا میں اب جماعت احمدیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ کتب اور حکمت کی تعلیم کے سلسلہ میں مقرر نے حضرت امیر المومنین کی سینکڑوں معرکۃ الآرا تقاریر اور تصانیف اور تفسیر کبیر کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ کس طرح آپ نے علم اور معرفت کے دریا بہا دیئے اور لاکھوں روحوں کو سیراب کر کے ان کے اندر ایک نئی زندگی پیدا کر دی۔ اور تزکیہ نفوس کے لئے جماعت کے بوڑھوں۔ نوجوانوں۔ بچوں اور عورتوں کی انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اطفال الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی جنسی تنظیم فرما کر موجودہ لادینی کی رَو میں بہنے سے محفوظ کر لیا ہے۔ تقریر کے آخر میں آپ نے حضرت امیر المومنین کی طرف سے ربوہ شہر کے بسا لینے کا عظیم الشان کارنامہ بیان کیا کہ کس طرح ایک بے آب و گیاہ جگہ پر الٰہی نصرت کے ماتحت جماعت کا ایک فعال مرکز قائم کر دیا۔

صدارتی تقریر

آج کے جلسہ کی جملہ تقاریر کے ختم ہو جانے پر صاحب صدر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ایمان افروز صدارتی تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے خلافت کی برکات اور احسانات کا بڑی ہی دلنشین انداز میں ذرا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا اور ہر آنے والے دن اس قدم کو ترقی کی طرف لگا دیا۔ آپ نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جماعت میں قیام خلافت کے عظیم کارنامہ کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ منکرین خلافت کی زبانوں کو خدا تعالیٰ نے پہلے دن ہی ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جبکہ کسی کو بھی انکار کی جرأت نہ ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آپ کے ذریعہ بھی گرتی ہوئی جماعت کو بچا لیا گیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے خلافت ثانیہ کے عہد میں جماعت کی حیرت انگیز ترقیات اور عظیم خدمت دینیہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہی شخص جس کو منکرین خلافت بچہ کہہ کر حقارت سے یاد کرتے اس کی کامیاب قیادت میں جماعت احمدیہ ساری دنیا میں تبلیغ و اشاعت دین کا عظیم الشان کام سرانجام دے رہی ہے۔ اور ہر میدان میں اس کا قدم ترقی کی طرف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت مخلصین کے دلوں میں ڈال دی جو حضور کے اشارے پر اپنے مال اور جانوں کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ باوجودیکہ حضور ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں اور جماعت حضور کے تازہ خطبات اور ارشادات سے محروم ہے مگر جماعت کی محبت ہے کہ دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اس بارہ میں ہر شخص اپنے دل سے اس کی کیفیت کا اندازہ کر سکتا ہے۔

دوران تقریر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے اس عجیب تصرف الٰہی کا ذکر کیا جو حضور کی ان سالہا سال کی نہایت بیش قیمت تقاریر کے قلمبند کئے جانے کے متعلق ظاہر ہوا۔ اور بتایا کہ حضور نے اپنی صحت کے زمانہ میں اس قدر تقاریر اور خطبات جماعت کی اصلاح و تربیت کے لئے ارشاد فرمائے۔ اور صیغہ زود نویسی کے ذریعہ ان کو اسی وقت قلمبند کر کے محفوظ کر لیا گیا کہ اب جبکہ حضور ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ لیکن ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی ایمان افروز تقریر یا خطبہ مومنوں کی روحانی غذا کے لئے طبع ہو کر تقویت ایمان کا باعث بنتا ہے۔

آخر میں آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی حالیہ بیماری کا ذکر کرتے ہوئے نہایت ہی مؤثر انداز میں احباب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کرنے کی تلقین فرمائی اور ایک پرسوز اجتماعی دعا کے بعد یہ مبارک تقریب ساڑھے دس بجے کے قریب اختتام پذیر ہوئی احمدی مستورات بھی بر عایت پردہ اس جلسہ سے مستفید ہوئیں اور بعض غیر مسلم اصحاب نے بھی تقاریر کو دلچسپی سے سنا۔

(مرتبہ خاکسار بشیر احمد ناصر بی اے
گیانی قادیان دارالامان)

خبریں

نئی دہلی ۲۸ رمئی۔ پردھان منتری پنڈت نہرو سرینگر میں بارہ دن تک آرام کرنے کے بعد آج دوپہر سے تھوڑی دیر قبل دہلی پہنچ گئے۔ آپ تازہ دم اور ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ آپ کے چہرہ کی رنگت بڑی صحتمندانہ تھی۔ اور پالم کے ہوائی اڈہ پہ ملنے والوں سے آپ کو مطلق پریشانی نہ تھی۔

دارجیلنگ ۲۸ رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ کالمپونگ میں چین کی ٹریڈ ایجنسی آج بالکل بند ہو رہی ہے ٹریڈ ایجنسی کو بند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بھارت اور چین کے ۱۹۵۴ء کے تجارتی معاہدہ کی تجدید نہیں ہو سکی۔ اس معاہدہ کی میعاد ۳ رجون کو ختم ہو رہی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ کالمپونگ کی ایجنسی کا سٹاف کلکتہ کے چینی قونصل خانہ میں منتقل کر دیا جائے گا۔ مغربی بنگال کے ہوم منسٹر نے بھی اس امر کی تصدیق کر دی ہے

نئی دہلی ۲۸ رمئی شری کرشنا مینن ڈیفنس منسٹر نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ بھارت سرکار روس سے مزید ۱۲ بھاری ٹرانسپورٹ ہوائی جہاز اور کچھ ہیلی کوپٹر خریدنے پر غور کر رہی ہے۔ ایک ممبر نے سوال کیا کہ کیا روس سے حاصل کئے جانے والے ٹرانسپورٹ ہوائی جہازوں اور ہیلی کوپٹروں کا دوسرے ملکوں سے ملنے والے ہوائی جہازوں اور ہیلی کوپٹروں کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے شری کرشنا مینن نے کہا کہ نہ صرف موازنہ کیا گیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ نے ہر اس دباؤ کو ملحوظ رکھا ہے جو کہ مختلف سمتوں سے اس پر ڈالا گیا ہے۔

ماسکو ۲۸ رمئی۔ روسی خبروں کی ایجنسی تاس نے آج اعلان کیا کہ روس نے ایک اور مصنوعی سیارہ چھوڑا ہے مغربی جرمنی کی رصدگاہ میں اس مصنوعی سیارہ کے سگنل سنے گئے ہیں۔ تاس کی خبر کے مطابق یہ سیارہ زمین سے زیادہ سے زیادہ ۲۷۵۱ میل اور کم سے کم ۱۲۶ میل دور ہے۔ بتایا گیا ہے کہ مصنوعی سیارہ میں جو سائنٹیفک سامان اور ٹرانسمٹر لگائے گئے ہیں وہ ابھی ٹھیک ڈھنگ سے کام کر رہے ہیں۔

راولپنڈی ۲۸ رمئی۔ پیکنگ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ چین نے پاکستان کو اقتصادی امداد کی پیشکش کی ہے اور کہ چین پاکستان کی صنعتی ترقی اور معدنی ذخائر کی دریافت کے سلسلہ میں ہر ممکن امداد دے سکتا ہے۔ ریڈیو نے مزید کہا کہ مغربی پاکستان میں معدنی ذخائر کی کمی نہیں ہے۔ لیکن صرف منظم اور سائنٹیفک طریقہ پر ان سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ چین کی اس پیشکش پر اگرچہ ابتک کوئی سرکاری تبصرہ نہیں ہوا ہے۔ لیکن مبصرین نے کہا ہے کہ پاکستان اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لئے کسی بھی ملک سے امداد لینے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتا۔ پاکستان نے اپنے معدنی وسائل کی تلاش کے لئے پہلے ہی روس سے ایک سمجھوتہ کیا ہوا ہے جس پر عمل ہو رہا ہے۔

ڈھاکہ ۲۸ رمئی۔ پاکستان کے صدر ایوب خاں نے آج کراچی سے یہاں پہنچنے پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان سرکار ناگا لیڈر فیزو کو پاکستان میں ناگاؤں کی جلاوطن سرکار قائم کرنے کی اجازت دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ فیزو کی پاکستان میں موجودگی ہمارے لئے پریشان کن ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ وہ پاکستان سے چلے جائیں۔ اگر وہ کوئی حکومت بنانا چاہتے ہیں۔ تو کہیں اور جا کر بنا سکتے ہیں۔ پاکستان سرکار پاکستان آنے سے نہیں روک سکتی۔ کیونکہ وہ برطانوی شہری ہیں۔ اور انہیں آنے سے روکا نہیں جا سکتا تھا۔ غدار ناگاؤں کے پوربی پاکستان میں پناہ لینے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ناگاؤں کے پوربی پاکستان کی طرف بڑھنے کا بھارت کی حفاظتی فوج کو علم تھا۔ وہ انہیں روک سکتی تھی ناگاؤں نے پاکستان میں پناہ لی ہے ہم انہیں نہیں نکال سکتے۔